درس حدیث

محمد اظہر مدنی

جھوٹ کا انجام

عن عبداللہ بن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا، ومن کانت فیہ خصلة منهن کانت فیہ خصلة من النفاق حتی یدعها: اذا ائتمن خان، واذا حدث کذب، واذا عاهد غدر، واذا خاصم فجر (متفق علیہ)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار عادتیں جس کسی کے اندر ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ بھی نفاق ہے جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ جب اسے امین بنایا جائے تو امانت میں خیانت کرے، بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور کسی سے معاہدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب کسی سے لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

جھوٹ صرف مذاہب کے نزدیک ہی قابل مذمت اور معیوب نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں کے یہاں بھی معیوب اور برا سمجھا جاتا ہے جن کا مذہب پر یقین نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے یہ سماج کے ہر طبقہ میں چاہے جہلاء ہوں یا تعلیم یافتہ سب کے نزدیک برا مانا جاتا ہے اور جو زیادہ جھوٹ بولتا ہے اس کو عام زبان میں سب سے بڑا جھوٹا سمجھا جاتا ہے۔ قرآن اور حدیث میں ''کذاب'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الکذب یهدی الی الفجور، وان الفجور یهدی الی النار، ولا یزال الرجل یکذب حتی یکتب عنداللہ کذابا. ''بیشک جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم میں پہنچاتا ہے اور انسان برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں ''کذاب'' (سب سے بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔'' جھوٹ کا اس سے برا انجام کیا ہوسکتا ہے کہ جھوٹ بولنے والا منافقین کے زمرے میں شامل ہوجاتا ہے۔ مذکورہ اول الذکر حدیث میں جھوٹ کو منافق ہونے کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

سماج میں جھوٹ کے کئی مظاہر اور قسمیں پائی جاتی ہیں کچھ جھوٹ لاپرواہی میں بولے جاتے ہیں اور کچھ جھوٹ غلط فہمی پیدا کرنے اور اپنا مفاد حاصل کرنے کے لئے بولے جاتے ہیں یہ سبھی جھوٹ اللہ کے نزدیک قابل گرفت ہیں۔ آج کل کچھ لوگ اپنی تجارت کو غلط فہمی اور بدگمانی پیدا کر کے فروغ دے رہے ہیں وقتی طور پر تجارت کی دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی ہے لیکن ایسی تجارت زیادہ پائیدار نہیں ہوتی ہے۔ بدگمانی کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدگمانی تو سب سے جھوٹی بات ہے۔

جھوٹ خواہ کتنی ہی چالاکی سے نہ بولا جائے اور کتنا ہی پر فریب طریقہ اختیار کیا جائے۔ دنیا میں جھوٹ کا انجام دیر سویر سامنے آتا ہے۔ کچھ جھوٹ دیر میں تو کچھ جھوٹ تھوڑی تاخیر سے عیاں ہوتے ہیں اور اس کا انجام دنیا میں تو برا ہوتا ہی ہے آخرت میں بھی بہت برا ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثلاثة لا یکلم اللہ ... (صحیح مسلم) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین لوگوں سے بات نہیں کرے گا یعنی رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا ان ہی میں سے ایک جھوٹا شخص بھی ہے۔

جھوٹ بولنے سے معاشرہ پر کتنے برے اثرات پڑتے ہیں اس کے بارے میں علامہ ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اربعة تجلب البغضاء والمقت: الکبر والحسد والکذب والنمیمة چار چیزوں سے انسان کے اندر نفرت اور ناراضگی پیدا ہوتی ہے۔ گھمنڈ، جلن، جھوٹ اور چغلخوری۔ (زاد المعاد)

ایک موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار یہی بات کہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اے رسول کیوں نہیں ہمیں ضرور بتائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات کہنے کے وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: خبردار جھوٹ بولنے یا جھوٹی گواہی دینے سے بچنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے۔ مجلس میں موجود صحابہ کرام نے دل میں کہا کہ کاش آپ خاموش ہوجاتے۔

اس حدیث میں بھی جھوٹ کو اور جھوٹی گواہی کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سبھی کو جھوٹ سے بچنے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ علی النبی ☆☆

اصغر علی امام مہدی سلفی

وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ

مشاورت، تبادلہ خیال، جمہوریت، اجتماعیت، ڈیموکریسی اور آزادی رائے کی جو بات آج عام طور پر کہی جاتی ہے، اس کی مختلف شکلیں مختلف ملکوں، جماعتوں اور انجمنوں میں دکھائی دیتی ہیں۔ اس کے برخلاف ڈکٹیٹرشپ، منمانی، کسی پر جبراً اپنی رائے کو تھوپنا اور آمرانہ رویہ اختیار کرنا ہے۔ اس وقت دنیا، دنیا کے حکمرانوں اور دیگر استبدادی قوتوں اور جماعتوں کے بارے میں کچھ عرض کرنا مقصود نہیں، یا ان دونوں کے نام پر جس طرح کی بے رواہ روی اپنائی جاتی ہے اور دنیا نے ان دونوں صورتوں میں جو نقصانات اور فائدے اٹھائے ہیں وہ بھی اس وقت چنداں موضوع بحث نہیں ہے۔ خلافت وملوکیت کے جو شاخسانے کھڑے کئے جاتے رہے ہیں اور شورائیت وخلافت کے جو جھگڑے پالے گئے ہیں، ان کے ذکر کا بھی نہ وقت ہے، نہ یہاں ان پر خامہ فرسائی مطلوب ہے۔

اس جگہ صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ مشورہ کا جو حکم ہے وہ شرعا، عقلا اور روایۃً ودرایۃً ایک امر مطلوب ومرغوب ہے اور اس کے عظیم فوائد ہیں۔ بلکہ کسی بھی کام کو آگے بڑھانے، اس کو پائیدار بنانے اور اسے فوائد وثمرات اور بہتر نتائج سے ہمکنار کرانے کے لیے یہ بنیادی بات ہے اور ہر سوسائٹی، انجمن اور فرد وجماعت اس کی محتاج ومکلّف ہے۔ انسان بحیثیت فرد اپنی گونا گوں نجی، ذاتی، خانگی اور عائلی زندگی میں بھی مشورہ کی دولت سے مالا مال ہوکر یہی نہیں کہ اپنے کام کو بہتر طور پر انجام دے لیتا ہے بلکہ یہ اس کے اعتماد کی بحالی، آپسی تعلقات کی استواری اور الفت ومحبت کی پیداواری میں مدد ومعاون ہونے کے ساتھ تجربات ومشاہدات میں پختگی کا سبب بھی بنتا ہے۔ یہ بات خاص طور پر یاد رکھنی چاہئے کہ اگر مشورہ کے احکام وآداب سے واقف ہیں تو مشورہ لینے میں کسی طرح کی خود اعتمادی، اکتفاء ذاتی اور اپنی شخصیت کے وزن میں کمی کا احساس بیجا اندیشہ، ذہنی خلجان اور وسواس الخناس کے قبیل سے ہے۔ یہاں

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
مولانا محمد خورشید عالم
مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی مولانا طہ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
دور حاضر کے چند مخصوص فتنے اور ہماری ذمہ داریاں ۹
بارش رحمت بھی ہے اور عذاب بھی ۱۶
سگریٹ نوشی: موجودہ زمانہ کا ناسور ۱۹
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ۲۴
قبر میں میت (مردے) سے کتنے سوال کئے جائیں گے؟ ۲۵
آلودگی ۲۷
جماعتی خبریں ۳۰
گاؤں محلہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجیے ۳۱
اپیل ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ________ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ________ ۷/روپے
پاکستان ________ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

مشورہ لینے اور کسی پر ڈپینڈ ہونے، اس کا دُم چھلہ اور دست نگر بننے میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بھی ایسی سوچ جنم لیتی ہے یا غیر معقول اور بیجا شخص سے مشورہ لینے اور امانت دار وایماندار شخص سے مشورہ نہ لینے کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

یہ بات مسلم اور دین وایمان کا ایک اہم حصہ ہے کہ ’’طاعۃ أولی الأمر‘‘ واجب اور فرض ہے۔ اس کے بغیر دین ودنیا کی کوئی گاڑی صحیح رخ پر گامزن نہیں ہوسکتی اور بلا امام وقائد اور بلا حاکم وخلیفہ کوئی حکومت نہیں چل سکتی ہے اور نہ ہی سربراہ کے بغیر کوئی انجمن، معاشرہ یا گھر چل سکتا ہے۔ یہ عقلاً، شرعاً اور تمام حیثیتوں سے ہمارے یہاں اور تمام اقوام کے یہاں بھی مسلمات میں سے ہے۔ اب علم جدید میں بھی مسلم الثبوت کی حیثیت سے یہ بات معلوم و متعین ہے کہ حیوانات حتی کہ سباع ووحوش اور حشرات الارض میں بھی اجتماعیت، یگانگت اور سیادت وقیادت پائی جاتی ہے۔ جنگل راج جسے کہتے ہیں وہاں بھی راجہ ہوتا ہے۔ سب سے چھوٹی مخلوق چیونٹی جس کی حقارت و بے وقعتی میں مثال دی جاتی ہے، اس کے یہاں بھی سروری وسرداری کا مسئلہ اہم ترین ہے اور شہد کی مکھیوں کا بھی جیش، فوج ظفر موج اور لشکر جرار ایک قائد کے جھنڈے تلے جمع نظر آتا ہے اور ادنیٰ نقل وحرکت اور متاع گراں مایہ گھر بار چھوڑنے اور آباد کرنے کا دار و مدار اسی ایک مکھی کے ایما پر ہوتا ہے جسے ملکۂ نحلستان کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے دین حنیف میں تو اتنا بھی گوارہ نہیں کہ کوئی سفر بھی کرے تو بلا امیر کے کرے بلکہ اگر دو یا تین لوگ ہوں تو بھی ان میں سے ایک کو امیر وقائد بنانا ہی ہے۔ یہ تو سفر کا موقت ومحدود معاملہ ومرحلہ ہے۔ لیکن جب انسان اپنے وطن اور گھر میں ہو تو یہ امر اور موکد ہوجاتا ہے۔ اسی لیے یہاں بھی حکم ہوا کہ امیر کا نہ رہنا سب سے خطرناک اور بربادیٔ زندگی کا انذار اور گھنٹی ہے اور اسے جاہلیت کی موت قرار دیا گیا ہے۔

امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطابؓ جن کا سکہ چلتا تھا، جن کی اطاعت طوعاً وکرھاً سب کرتے تھے اور جن کے حکم سے ادنی سرتابی کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، فرماتے تھے: ’’لا اسلام الا بجماعۃ ولاجماعۃ الا بامارۃ ولا امارۃ الا بطاعۃ‘‘ جماعت کے بغیر اسلام نہیں اور امارت کے بغیر جماعت نہیں اور اطاعت کے بغیر امارت نہیں‘‘ (سنن دارمی)

طاعت کی بات آئی ہے تو یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ منشط ومکرہ، پسند وناپسند اور خوشی وغم ہر حال میں دل سے اطاعت مطلوب ہے، جو رضائے الٰہی کی جستجو میں اور مرضی مولا کے لیے ہو۔ صرف حاکم کی خوشنودی، اس کی دلجوئی وخوشامد اور اس کے جبر وتسلط کے نتیجے میں نہ ہو، بلکہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اسے انجام دیا جائے اور خلق خدا کا خیال رکھا جائے۔ تاریخ انسانی اور اسلامی میں قوموں کے اچھے اور برے حالات اسی فلسفے پر قائم ہیں۔ جبر پر صبر کے بجائے بغاوت وشرارت مزید ظلم و جبر کے شاخسانے کھڑے کرتے ہیں اور ظالم کی زندگی جو تنگ اور اجیرن ہوتی ہے اس کی مہلت ومدت میں اضافہ کردیتے ہیں اور اس کے مزید مظالم کے لیے جواز فراہم کردیتے ہیں۔ لوگ عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ ’’تنگ آید بجنگ آید‘‘ یا ظالم کو برداشت کرنا اور ظلم کو سہنا ظالم کے ظلم سے بھی بڑا ظلم ہے۔ یہ فارمولہ اور فلسفہ کسی خاص فریم میں فٹ بیٹھ جانے یا خاص گیم کے کھیل لینے کا موقع ہو تو درست ہوسکتا ہے، ورنہ واقعہ اور انسان کے طویل تجربے سے میل نہیں کھاتا۔ اقوام عالم کے حالات، قوموں کے واقعات اور تاریخ امم ثبات قدمی کے ساتھ اپنی ایمانی، روحانی اور مادی ومعنوی قوتوں کو بڑھانے کی ہی گواہی اور ثبوت دیتے ہیں۔ ھابیل وقابیل کے واقعات ہوں یا ثمود کے حالات، حضرت نوح، ابراہیم اور موسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کے واقعات ہوں یا فرعون ونمرود اور قیصر وکسریٰ کے ظلم وجبروت کی حکایات سب اسی بات کی گواہی دیتی ہیں۔

رہا مسلم خلفاء وامراء اور حکام وقائدین کا مسئلہ تو وہ بھی شرعی اور عقلی ہر دو ضرورتوں اور تکالیف کی روشنی میں نازک ہے۔ اسی لیے تاریخ اسلامی کے جس دور میں بھی اس کا پاس ولحاظ رکھا گیا، اس کی نزاکتوں اور ضرورتوں کو سمجھا گیا اور ان کے حالات کو سلف صالحین کے تعامل کی روشنی میں پرکھا اور برتا گیا تو فتنوں کے زمانہ میں بھی اس کے پائیدار اثرات وثمرات بہتر طور پر ظاہر ہوئے۔ امت کی اجتماعیت، قوت اور برکت بڑھتی رہی اور جوں جوں اور جہاں جہاں خلل واقع ہوا اور نقطہ نگاہ اور عمل سلف سے روگردانی یا بھول ہوئی، امت وملت کو بے شمار ونا قابل تلافی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا۔ اس سے سبق حاصل کرنے کی

ضرورت ہے۔

اُولیاءالأمر پر فرض ہے کہ وہ اہم امور میں مشورے طلب کریں اور مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقد کیا کریں جو نشستن و گفتن و خوردن و برخاستن کے قبیل سے نہ ہوں اور نہ فارملٹی پوری کی جائے، نہ امت کا ایک حصہ یا اس کا ایک فرد، یا پورا گروہ دل کی بھڑاس نکال کر اس کام کو تمام کردے، نہ اپوزیشن بمعنی اپوزٹ کا کردار ادا کرے، نہ حزب مخالف کا اختلاف مخالفت وعناد، رکاوٹ اور تعطیل کا سبب بنے اور وہ مثبت اور بہتر کاموں میں بھی کیڑے نکالنے، مسائل کھڑا کرنے، بائیکاٹ کرنے اور آندولن یا مخالف تحریک وطوفان برپا کرنے کا نام ہو کر رہ جائے۔ بدقسمتی سے مسلم ملکوں میں شوریٰ کے علمبردار شورائیت کے نام پر یہ سب کچھ کرتے ہیں، اس لیے جن ملکوں کے بارے میں ڈکٹیٹر یا ملوکیت کا طعنہ دیا جاتا ہے ان سے بری حالت میں یہ نام نہاد شورائیت، اجتماعیت، اشتراکیت اور جمہوریت والے ممالک ہیں، بلکہ وہ عدم استحکام، انتہائی بدنام اور بدترین دور سے گذر رہے ہیں اور استحصال و بحران کی دلدل میں پھنستے، زمین میں دھنستے، سمندر کی تہوں اور قعر مذلت میں گرتے جارہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ان ملکوں پر زمانہ دراز سے مسلط استعمار نے ان ناتجربہ کاروں، نااہلوں، ناہنجاروں اور بے ایمانوں کو آزادی کے نام پر سلب ونہب اور ظلم واستحصال کا پروانہ تھمادیا ہے۔ اور دانستہ اس غلام قوم کو غلامی سے آزادی دے رکھی ہے کہ ان نااہلوں پر حکومت کرنا خدمت عباد و بلاد نہیں بلکہ ایک عذاب ہے اور یہ کہ ان کو اپنا بے دام غلام بنائے رکھنے اور ان کو باہم الجھنے، لڑنے اور خیرات وثروات کو برباد کرنے کے لیے بے مہار وآزاد چھوڑ دینا زیادہ قرین مصلحت اور مفاد میں ہے۔ کیوں کہ وہ اپنی بے ایمانی وناسمجھی اور خواہشات نفسانی ومنمانی کی وجہ سے ہمارے زیادہ دست نگر رہیں گے اور غلامی کا طوق اور جوا باہر پھینکنے کی سوچ بھی نہیں سکیں گے۔ رہ گیا ان کے دین وایمان اور اسلام کا مسئلہ تو وہ اس کے نام پر کلنک، داغ اور خود سمندر کے جھاگ کے علاوہ کچھ نہ ہوں گے۔ اسلامی دنیا میں جمہوریت کے نام پر جو فراڈ اور استبداد ہے اس سے قطع نظر غیر اسلامی ملکوں میں حکمراں اور اپوزیشن دونوں کے اندر کافی سمجھ داری پائی جاتی ہے۔ مگر مسلم ممالک میں دونوں ہی اسلام کے نام پر بدنما داغ ہیں۔ الامن رحم ربی۔ اسی لیے اکثر عقلائے وقت ملوکیت کو اس طرح کی خلافت اور قیادت پر بدرجہا فوقیت دیتے ہیں۔ خصوصاً جہاں دین کا نفاذ اور اسلامی قوانین کی بالادستی ہے، جس کی وجہ سے وہاں حقیقی مشاورت اور شورائیت بھی قائم ہے اور ارباب حل وعقد اور علماء ومشائخ پر مشتمل ان کی مجلس شوریٰ بھی ہے، جس کے ثمرات وبرکات اسلام و مسلمین اور انسانیت کے استحکام اور قوت کا سرچشمہ بنی ہوئی ہیں اور اس گئے گذرے دور اور انحطاط وتنزل مسلمین کے زمانہ میں بساغنیمت ہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی لاج رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنوں کی نادانی، جہالت، حماقت، ناعاقبت اندیشی، منافقت اور غیروں کی عیاری وعداوت کے باوجود بہتر اور اچھے ہیں۔

اس حوالے سے اسلامی بنیادوں پر قائم ملوکیت مملکت سعودی عرب کو جو در اصل شورائیت پر مبنی ہے اور مسلمانوں اور عام انسانی بنیادوں پر کویت، قطر، امارات، بحرین کو بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس کے مقابلے میں بہت سے جمہوری اسلامی ومسلم ممالک کو بری حالت اور صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جن کو حقوق کی پامالی، استبدادی اور راسمالی واشتراکی جیسی تمام خرابیوں کی آماجگاہ مانا جاتا ہے۔ اگر کچھ بھی ملک وملت کا درد ہے اور اسلام، مسلمانوں اور انسانیت کا ذرہ برابر بھی خیال واحساس ہے تو یہ لمحۂ فکریہ ہے۔

لمثل ھذا یذوب القلب من کمد
ان کان فی القلب اسلام وایمان

ایسے مواقع پر ہماری بھول کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ہے جب ہم کہتے ہیں کہ مسلم ممالک میں تو حکمرانی، منصب وکرسی، جاہ وعزت، عیش وآرام اور راج پاٹ کا مسئلہ ہے اس لیے اٹھا پٹک کی بات سمجھ میں آتی ہے۔ مگر ان کو کیا کہیں گے جو اپنے خالص دینی اداروں، اسلامی انجمنوں، مسلم تنظیموں اور داخل مسلک جمعیتوں اور سوسائٹیوں میں اختلاف، نفاق وشقاق، شدید نزاع اور لڑائی جھگڑے کے سبب بٹوارے کے شکار ہیں۔ بعض ممالک، خود وطن عزیز میں مسلمانوں کے لیے کتنے چیلنجز ہیں، کتنے خطرات اور اندیشے ہیں اور اس کے کیا تقاضے ہیں؟ مسلمان اداروں، جمعیتوں، جماعتوں سے محبت اور خیر امت ہونے کے فرائض وواجبات ومسئولیات کو تو چھوڑ ہی دیجئے، خود ہم اپنے وجود و بقا کے لیے بھی کتنے متحد ہیں؟ کتنے باہم متعاون ہیں اور کتنے باہم دست و

گریباں ہیں، کتنے بٹوارے ہیں؟ اور اپنی ہی شوریدگی کے ہاتھوں اپنا ہی سر کتنا وبال دوش اور دلسوز ہے؟ کیا یہ ملی وملکی ادارے بھی ہم سے نہیں چل سکتے اور ہم انہیں باہم مشورہ سے چلا نہیں سکتے؟ مشاورت میں معاونت، مساعدت اور مودت کے بجائے مفارقت اور عداوت کا دور دورہ ہے۔ لگتا ہے کہ ہر طرح کی شرارت، شقاوت، مخالفت اور عداوت حتی کہ ولا و براء اور دوستی و دشمنی کا کل دار و مدار ہماری چودھراہٹ، قیادت اور ایک دوسرے کی مقاومت میں مضمر ہے۔ دیہات کے قاتل اور مقتول بھی باہم اکٹھا ہو کر حسن تدبیر اور سنجیدگی سے مصالحت اور صلح وصفائی کر لیتے اور پنچایت کی سن لیتے ہیں۔ مگر یہاں ملت کی سرکردہ جماعتوں کے اعلیٰ منصب دار بھی اتنی سمجھ نہیں رکھتے کہ دو بڑے متخاصم منصب داروں کو صلح وصفائی کے لیے کیسے بٹھائیں جو پہلے سے ایک دوسرے سے خار کھائے بیٹھے ہیں؟ بار بار تجربہ اور مشاہدہ میں ہے کہ یہ دونوں ملتے ہی لڑتے ہیں، پھر ارباب حل وعقد دونوں کو اس طرح بیٹھا کر کھلے میدان میں لڑنے کے لیے چھوڑ ہی نہیں دیتے بلکہ بڑے وقار اور سنجیدگی سے ان انتہائی نا مناسب مشاجرات ومنازعات اور غلط وغلیظ گفتاریوں کو سن رہے ہوتے ہیں۔

کیا یہ قیادت امت، ملت اور انسانیت کی رہنمائی کی اہل ہے؟ مولانا آزاد یہی تو کہا کرتے تھے کہ پہلے مسلمان بنو، پھر اسلامی حکومت قائم کرو۔ ورنہ تمہاری اس حرکت سے آج مسلمان بدنام ہو رہے ہیں، کل بیچ چورا ہے پر اسلام بدنام ہوگا اور ہوا بھی وہی۔ الامان والحفیظ۔ یاارحم الراحمین۔

شورائی نظام اور شورائیت کے معنی ومفہوم کو نہ سمجھنے سے بھی بہت سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ شورائیت کے نام پر غوغائیت کو ہوا ملتی ہے۔ اس پر بات کسی اور مجلس میں ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ سر دست جاننا چاہئے کہ مشورہ میں برکت ہے اور کامیاب زندگی جینے کے لیے اس کی اہمیت اور ضرورت دو چند ہے۔ اس لئے ہر دور میں بڑوں نے بھی اسے لازم پکڑا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب خواب میں دیکھا کہ میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں تو فوراً بیٹے کو ذبح کرنا نہیں شروع کر دیا بلکہ جب یقین ہو گیا کہ بیٹے کی قربانی مطلوب ہے تو حالانکہ اس حکم کی تعمیل میں نہ کوئی دقت آڑے آ رہی تھی، نہ سماج نہ بیٹا منع کرنے والا تھا، نہ آپ کسی اور کے مشورے کے محتاج ومکلّف تھے، پھر بھی قربان جایئے کہ انہوں نے بیٹے سے فرمایا: ''يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى''(الصافات:۱۰۲) اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ تم ذرا غور کر لو کہ اس سلسلے میں تمہاری رائے کیا ہے اور تم کس نگاہ سے اس قضیہ کو دیکھ رہے ہو؟ بیٹے نے بھی حامی بھر لی اور کہا کہ رب کا حکم ہے تو بجا لایئے، اس میں پس وپیش کی گنجائش نہیں ہے، مجھے آپ جلد ہی صبر کرنے والا پائیں گے۔ یہی بات ڈائرکٹ بھی کہی جا سکتی تھی، کیوں کہ فرماں برداری اور رب کے سامنے سر تسلیم خم کرنے بلکہ سر قلم کرنے میں دونوں طرف سے بے چینی اور جلدی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرماں بردار بیٹے کو غور وفکر اور رائے و مشورے کی دعوت دے کر گویا اس کام کو اور اطمینان قلب، مکمل آمادگی اور سپردگی کے ساتھ انجام دینے کا موقع فراہم کر دیا۔ بیٹا اگر جان سے قربان ہونا بھی چاہتا ہو تو باپ کو وہ اطمینان قلب اور حوصلہ نہیں ہو سکتا تھا جتنا اس تبادلہ خیال اور مشورے سے ہوا۔ گویا یہاں ''قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ''''کیا تمہیں ایمان نہیں؟ جواب دیا ایمان تو ہے لیکن میرے دل کو تسکین ہو جائے گی۔''(سورہ بقرہ:۲۶۰) کی طرح معاملہ ہے، ورنہ حکم الٰہی میں ادنیٰ تامل وتشاور کے کیا معنی؟ غالباً اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بیوی بچوں اور رعایا و وزراء سے مشورہ لینا اور ان کو اپنے کام، مشن اور حکومت میں شریک کرنا انتہائی درجے کی عقلمندی، دوراندیشی اور اعتماد کو اعتبار بخشنا اور مضبوط کرنا ہے، چاہے اولیاء الامور جتنے پاورفل ہوں اور وہ اپنے وزراء وارکین ومعاونین کی طرف سے کتنے ہی مطمئن اور مامون کیوں نہ ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام اور خود ملکۂ سبا بلقیس جو ہر طرح کی قوت اور ساز وسامان سے نوازی گئی، لشکر جرار اور طاقت ور ترین فوج ظفر موج کی مالک ہے اور وہ جانثار وفدا کار ایسے کہ چشم ابرو کے ادنیٰ اشارہ پر مر مٹنے والے ہیں۔ پھر بھی ان سے مشورہ طلب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ میرے پاس ایک معزز شخص سلیمان کی طرف سے خط آیا ہے۔ تم ذرا غور کرو کہ اس کا کیا جواب دیا جائے؟ انہوں نے اپنی طاقت وقوت کے حوالہ سے جنگ پر اپنی مکمل آمادگی کا اظہار کیا لیکن فوجیوں کے آداب واحکام

اور مشورہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ بہترین رائے دینے پر ہر طرح سے تیار رہنے اور کوئی بھی معرکہ سر کر لینے پر یقین دلانے کے باوجود سپہ سالار مشورے کے بعد کہتا ہے" وَالْاَمْرُ اِلَیْکِ فَانْظُرِیْ مَاذَا تَاْمُرِیْن "" آگے آپ کو اختیار ہے آپ خود ہی سوچ لیجئے کہ ہمیں آپ کیا کچھ حکم دیتی ہیں۔" (النمل:۳۳) کہ باایں ہمہ تمام نشیب وفراز اور حال و ماحول پر غائر نظر ڈالنے اور کسی حتمی رائے تک کافی منتھن کے بعد پہنچنے کے باوجود حق تو یہ ہے کہ ہم کسی طرح کا فیصلہ کرنے کا اختیار اور رائے قبول کرنے اور اسے معقول، غیر معقول، لائق اعتبار اور درخور اعتناء سمجھنے کا معاملہ آپ کے سپرد کرنے کو قرین مصلحت اور اطاعت امیر کا تقاضہ گردانتے ہیں اور ہماری رائے کی خواہ وہ حکیمانہ ودانشمندانہ سہی آپ کی رائے اور فیصلے کے مقابلے میں پرکاہ کے برابر بھی قیمت نہیں ہے۔ دراصل رائے اور حکم تو ہم آپ پر چھوڑتے ہیں، آپ ہی اپنی مرضی اور صوابدید سے جو فیصلہ فرمادیں، ہم تعمیل حکم کے لیے ہر حال میں بے چین ومضطرب ہیں۔ ناقص العقل عورت کی کمزوری کے مقابلے میں ہماری منھ زوری وشہ زوری اور" اُولُوْا قُوَّۃٍ "(النمل:۳۳) اور" وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِیْدٍ " (النمل:۳۳) کے فیصلے اور رائے پر اصرار اور حاکم کے فیصلہ پر اثر انداز ہونے کا کوئی وہم وگمان بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس ظن وتخمین کا استیصال ہے جو حاکم کے دل میں آسکتا تھا۔ آہ! اس دور جاہلیت کے کفار ومشرکین اور ان کے دنیادار مشیروں سے زیادہ آج کے ترقی یافتہ دور کے زبانی جمع خرچ کرنے والے مشیر ووزیر اپنی رائے پر اصرار کرنے لگے ہیں۔ کیا اہل ایمان خصوصا علماء ومشائخ اور اصحاب فکر ونظر کے یہاں اس قدر تنگ نظری بلکہ فتنہ پروری نہیں ہے؟ نتیجتاً آج ہمارا شورائی نظام اگر ہے بھی تو وہ سب سے زیادہ بے راہ روی کا شکار ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام میں نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں، تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں اور رہتی دنیا تک سب آپ کے امتی ہیں۔ سب پر آپ کی اتباع اور طاعت فرض ہے۔ آپ جو فرمادیں وہی دین وایمان ہے کیوں کہ وہ وحی الہی سے انجام پاتا ہے اور دراصل اس رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت ہی میں اللہ تعالی کی خوشنودی، محبت اور اطاعت مضمر ہے اور اس میں کسی مسلمان کو شک وتردد بھی نہیں ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کا حکم دیا گیا ہے۔ حکم ہے خاص طور پر حرب وضرب کے اوقات میں کہ مومنین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرلیا کریں۔" وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ "" اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں" (آل عمران:۱۵۹)

غزوۂ احد میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں رہ کر دشمنوں کا جو فوجی طاقت، قوت وعدد میں بھاری ہیں، مقابلہ کیا جائے۔ کیوں کہ مدینہ منورہ میں اپنے گھر میں رہ کر مقابلہ کرنا آسان تھا، ایسی صورت میں اپنے آل واولاد اور عورتوں کی حفاظت کا جذبہ بھی فزوں تر ہوتا رہتا جس کی وجہ سے پوری بے جگری سے لڑنے کی ہمت بندھی رہتی، دشمن بھی شہر میں گھسنے میں سو بار سوچتا، رسد وپانی، خوراک اور دیگر ضروریات کی تکمیل میں آسانی ہوتی اور بوقت ضرورت مدینہ کی خواتین بنات اسلام اور مسلمین بھی اس میں اپنی حصہ داری نبھاتیں وغیرہ وغیرہ

مگر اکثریت کی رائے یہ بنی کہ نہیں، مدینہ سے نکل کر مقابلہ کیا جائے۔ اس میں جوانوں کے ساتھ وہ حضرات اور زیادہ پرجوش تھے جو کسی وجہ سے غزوہ بدر میں شریک ہونے سے محروم رہ گئے تھے۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے، اپنی زرہ پہنی اور احد کے لیے نکل پڑے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بات سمجھ میں آگئی، انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جائیے اور کہہ دیجئے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مطابق مدینہ میں رہ کر مقابلہ کریں گے۔ ہم سب کی رائیں آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی جب ہتھیار بند ہوجاتا ہے تو پھر وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا" فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ "" پھر جب آپ کا ارادہ پختہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں۔" (آل عمران:۱۵۹) اب اللہ بھروسے احد میں ہی معرکہ آرائی ہوگی جس کی رائے مسلمانوں نے دی تھی۔ مسلمانوں کو ایک مرحلے میں شکست ہوئی۔ وہاں بھی حکم حاکم اور فرمان نبوی کی اجتہادی نافرمانی ہوئی اور مشورہ اکثریت کی رائے کی نذر ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سخت نقصان ہوا، ستر صحابہ کرام بشمول سید الشہداء حضرت حمزہ عم رسول شہید کردیئے گئے۔ پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی گئی کہ ایسے موقع پر بھی اللہ کے فضل وکرم سے آپ نے نرمی اختیار کی۔ اگر آپ اس وقت سختی سے محاسبہ شروع کردیتے تو لوگ آپ سے بدظن ہوسکتے تھے۔ آپ کو حکم ہوا کہ آپ ان کو معاف فرمادیں،

درگذر سے کام لیں اور ان کی مغفرت کی دعا کریں اور ساتھ ہی ان سے مشورہ بھی لیا کریں۔

مشورہ کے سلسلہ میں چند باتیں بہت اہمیت کے ساتھ یاد رکھنی چاہئیں کہ مشورہ امانت ہے اور مشورہ دینے والا امانت دار وایماندار اور خیر خواہ ومخلص ہوتا ہے۔نصح وخیر خواہی اور للّٰہیت سے سرشار ہوکر اور بھر پور صلاحیت اور محنت سے استخارہ غور وفکر کے بعد اور ہمدردی کے جذبے سے بہتر سے بہتر مشورہ دے۔نیز مشورہ دینے والا اس بات کا خاص خیال رکھے کہ وہ بہر حال ولی الامر اور رہبر و حاکم کی اطاعت کا مکلّف ہے۔اور جس مشورہ سے اطاعت متاثر ہوتی ہو اور جس سے اجتماعیت اور اتفاق واتحاد کو نقصان پہنچتا ہو بلکہ اس سے اگر جس صحیح و صواب اور مفید کام کے لیے مشورہ کیا جارہا تھا اس کو سخت زک پہنچ رہی ہو تو اس سے اجتناب لازم ہے۔مشورہ دیتے وقت دو باتوں کو یاد رکھنا چاہئے۔

ایک تو یہ کہ فیصلہ سے پہلے اپنی رائے پر اصرار نہ کیا جائے۔آپ جانتے ہیں کہ اپنی رائے پر اصرار کیوں اور کب ہوتا ہے؟ جب انسان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ میری رائے کو اہمیت نہیں دی جارہی ہے، حالانکہ میں ذہین وفطین ہوں، زیادہ پڑھا لکھا ہوں، تجربہ کار ہوں، میری فکری وعلمی صلاحیتیں بڑی ہیں۔الغرض وہ اپنی رائے کو اطاعت سے بہتر اور افضل سمجھنے لگتا ہے اور اپنی رائے پر اصرار کرتا ہے اور رائے پر اصرار فیصلے کا انکار ہوتا ہے۔حالانکہ فیصلہ تمام رایوں اور مشوروں کو ایک بنانے کے لیے ہوتا ہے۔اور دوسرا فیصلہ کے بعد اپنی رائے پر احتجاج کرنا اتفاق واتحاد اور اجتماعیت کو سبوتاژ کرتا ہے۔خصوصاً یہ احتجاج یہ شکل اختیار کرلے کہ انسان سروں کو گننا شروع کردے اور یہ فلسفہ بگھارنے لگے کہ ان کی رائے بھی یہی ہے اور آپ بھی یہی فرماتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔اب ہم احتجاج کریں گے تو فیصلہ اور اجتماعیت ختم ہوجائے گی۔اس لیے ہمیں اپنی رایوں کو سیرت طیبہ اور صحابہ کرام کے اسوہ پر پیش کرنا چاہئے کہ وہ کس طرح مشورہ دینے میں دو جسم اور حکم ماننے میں ایک جان ہوا کرتے تھے۔جس طرح وہ نمازوں اور مختلف اوراد ووظائف اور دعاؤں میں مشغول ہوتے تھے، پھر جوں ہی تکبیر ہوئی سب یکسوئی اختیار کرلیتے، امام کے تابع ہوجاتے، جس طرح نماز میں تکبیر انتقالات میں ان کی کیفیت اور حالت ہوتی ہے وہی ان کی اطاعت اور حکم کے ماننے میں مشورے کے وقت بھی ہوتی تھی۔اور ان کی شورائیت کی تعریف بھی جن دیگر صفات حمیدہ کے ساتھ ہوئی ہے اسے حرز جان بنائیں پھر مشورہ دیں، ارشاد ہے۔"وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ "(الشوریٰ:۳۸)"اور (نیکیوں کا اجر وثواب پانے والے) وہی لوگ ہیں جو اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہمارے نام پر) خرچ کرتے ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں وادی ذفران میں سب کے مشورے سے پڑاؤ ڈالا، مگر کیسے ایک صحابی رسول کے مشورہ پر آنا فانا بدر کے کنویں پر پہنچ گئے؟ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنے کے سلسلے میں کیسے ایک رائے کو ترجیح دی؟ صلح حدیبیہ کی دفعات وشرائط کو دیکھو اور صحابہ کو سمجھو۔فتح مکہ میں مجرمین اور جنگی جرائم کے مرتکبین کو بھی کیسے قیادت نے معاف کیا؟ جعرانہ میں تقسیم مال کا معاملہ تمہاری رایوں، فارمولوں اور دانشمندیوں سے کس قدر ورے تھا؟ ذرا سوچو اور صرف شورائیت اور عدل وانصاف کی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی والی رائے کو بت مت بناؤ۔خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ جو" ارحم امتی بامتی "کے خطاب ممتاز ومنفرد سے نوازے گئے۔وہ مرتدین ومانعین زکوۃ اور متنبین وکذابین سے جہاد کے لیے کیسے رائے عامہ، عشرہ مبشرہ، نقباء و وزراء، ارباب حل وعقد، بدری صحابہ اور انصار ومہاجرین کے مشوروں سے ہٹ کر ذاتی فیصلہ پر سب کو راضی کرتے ہیں اور سب کیسے بظاہر منطقی اور عقلی طور پر قرین مصلحت نہ ہونے کے باوجود اور حالات کی ستم ظریفی کے عالم میں خلاف شوریٰ فیصلہ کو تسلیم کرلیتے ہیں بلکہ اکثریت کس طرح اس ایک رائے پر اتفاق کرلیتی اور فیصلہ کو مان لیتی ہے جس کے قیامت تک کے لیے برکات وثمرات ہویدا ہوتے ہیں۔تنفیذ جیش اسامہ میں طاعت رسول کی کارفرمائی تو ہے مگر مصالح کے پیش نظر تاخیر کردینے کے لیے، بہتر مشورے آرہے ہیں، لیکن حکم ہے تو حکم ہے اور فیصلہ ہے تو فیصلہ ہے۔امت اور انسانیت کی کل بھلائی اسی طرح شورائیت، اجتماعیت، فدائیت اور اصل مرکزیت ومحوریت میں رہتے ہوئے للّٰہیت کا ثبوت دینے میں ہے اور یہی صفات مومنین صادقین، اصحاب شوریٰ با تمکین، رب کے محبین، صلوۃ کے قائمین، زکوۃ کے فاعلین اور رب کی طرف منیبین کی ہیں۔

☆☆

ابو معاویہ شارب ابن شاکر السلفی

دور حاضر کے چند مخصوص فتنے اور ہماری ذمہ داریاں

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على رسوله الكريم أما بعد:

یہ اکیسویں صدی فتنوں کا دور ہے اور یہ فتنے پہلے ادوار کی بنسبت بہت خطرناک ہیں ابھی ایک فتنہ ختم ہوتا ہی نہیں کہ دوسرا سر اٹھالیتا ہے، گویا کہ آج کل دنیا "دار الفتن" بن چکی ہے، ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علی وسلم نے پہلے ہی اس امت کو ان فتنوں سے آگاہ کردیا تھا اور بتلا دیا تھا کہ ایک دور ایسا آئے گا کہ دنیا میں بس فتنہ ہی فتنہ باقی رہ جائے گا، جیسا کہ سیدنا معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ " لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ "(رواه ابن ماجه: 4035، وصححه الالبانیؒ) دنیا میں صرف فتنہ اور آزمائش ہی باقی رہ جائے گی، اسی وجہ سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علی وسلم نے ہمیں چودہ سو سال پہلے ہی حکم دے دیا ہے کہ اے مسلمانو سنو!" بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا " فتنے تاریک رات کے حصوں کی طرح چھا جانے والے ہوں گے، ان سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو ان فتنوں میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوجائے گا، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوجائے گا، وہ دنیوی سازوسامان کے عوض اپنا دین بیچ دیں گے۔ (مسلم: 118)

فرمان نبوی پر غور کرنے سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آج وہ دن آہی چکا ہے، ہر طرف فتنوں اور آزمائشوں کا دور دورہ ہے، ہر چیز میں، ہر کام میں فتنہ پایا جاتا ہے، کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں فتنہ نہ ہو گھر ہو یا بازار، مسجد ہو یا پھر مدرسہ ہر جگہ فتنہ، فتنہ، فتنہ!!! ہر چہار سو فتنہ جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علی وسلم "وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ" اور ہر چہار جانب فتنوں کا ظہور ہوگا اتنا ہی نہیں بلکہ ہر گھر میں فتنہ ہوگا جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علی وسلم ہے "اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علی وسلم مدینہ کے محلات میں سے ایک محل پر چڑھے اور صحابۂ کرامؓ سے پوچھا کہ کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ " فَإِنِّي لَأَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ الْقَطْرِ "، میں فتنوں کو تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کی طرح گرتا دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری: 7060) اتنا ہی نہیں بلکہ تا قیامت مسلمانوں کے لئے ہر گھر میں فتنہ موجود رہے گا جیسا کہ فرمان نبوی صلی اللہ علی وسلم " فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ " انسان کے لئے اس کے اہل وعیال میں، اس کے مال میں اور اس کے آس پڑوس میں فتنہ وآزمائش ہے۔ (بخاری: 1895)

(1) **فتنہ کا معنی ومفہوم:** فتنہ کا لفظی معنی امتحان اور آزمائش ہے اور اصطلاحی مفہوم امام جرجانیؒ بیان کرتے ہیں کہ وہ چیز جس کے ذریعے انسان کی اچھی یا بری حالت واضح ہورہی ہو۔ (المفردات للراغب، ص: 371)

امام مناویؒ فرماتے ہیں کہ فتنے سے مراد وہ معاملہ ہے جو انسان کے باطنی امور کو ظاہر کردے۔ (التوقيف على مهمات التعريف، ص: 251)

(2) **قرآن مجید میں فتنے کے معانی ومفاہیم:**

(1) **فتنہ بمعنی آزمائش:** ﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ﴾ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے۔ (العنکبوت: 2)

(2) **فتنہ بمعنی لوگوں کی ایذارسانی:** ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ جن لوگوں نے فتنوں میں ڈالے جانے کے بعد ہجرت کی پھر جہاد کیا اور صبر کا ثبوت دیا بیشک تیرا پروردگار ان کی باتوں کے بعد انہیں بخشنے والا اور مہربانیاں کرنے والا ہے۔ (النحل: 110)

اسی طرح دوسری جگہ فرمان باری تعالی ہے ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ﴾ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن جب اللہ کی راہ میں کوئی مشکل آن پڑتی ہے تو لوگوں کی ایذادہی کو اللہ تعالی کے عذاب کی طرح بنالیتے ہیں۔ (العنکبوت: 10)

(3) **فتنہ بمعنہ گمراہی:** ﴿فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ، مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ﴾ یقین مانو کہ تم سب اور تمہارے معبودان باطل کسی ایک کو بھی بہکا اور گمراہ نہیں کرسکتے۔ (العنکبوت: 162-161)

(4) **فتنہ بمعنی دنیاوی عذاب:** ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ

عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ سنو جولوگ حکم رسول صلی اللہ علی وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔(النور:63)

(5)**فتنہ بمعنی صراط مستقیم سے روکنا:** ﴿وَلاَتَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَّفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَاأَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ اے نبی صلی اللہ علی وسلم آپ ان کی خوہشوں کی تابعداری نہ کیجئے اور ان سے ہوشیار رہئے کہیں یہ آپ کو اللہ کے اتارے ہوئے کسی حکم سے ادھرادھر نہ کردیں۔ (المائدہ:49)

(6)**فتنہ بمعنی حق کا باطل کے ساتھ اشتباہ پیدا ہونا:** ﴿وَالَّذينَ كَفَرُواْ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ إِلاَّ تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِيْ الأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ﴾ کافرآپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ملک میں فتنہ ہوگا اور زبردست فساد ہوجائے گا۔(الانفال:73) یعنی جس طرح دنیا میں کافر ایک دوسرے کے دوست وحمایتی ہیں اسی طرح اگر تم نے بھی ایمان کی بنیاد پر ایک دوسرے کی حمایت اور کافروں سے عدم موالات نہ کی تو پھر بڑا فتنہ اور فساد ہوگا، اور وہ یہ کہ مومن اور کافر کے باہمی اختلاط اور محبت وموالات سے دین کے معاملے میں اشتباہ اور مداہنت پیدا ہوگی۔(تفسیر احسن البیان:503)

(7)**فتنہ بمعنی گمراہی:** ﴿وَمَنْ يُّرِدِاللّٰهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا﴾ اور جسے اللہ گمراہ کردے تو آپ اس کے لئے اللہ کی ہدایت میں سے کسی چیز کے مختار نہیں۔(المائدہ:41)

(8) **فتنہ بمعنی عقائد میں فساد والحاد:** ﴿هُوَ الَّذِيَ أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِيْ قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاء الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاء تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اللّٰهُ وَالرَّاسِخُونَ فِيْ الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلاَّ أُوْلُواْ الألْبَابِ﴾ وہی اللہ تعالی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے، حالانکہ ان کے حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور پختہ ومضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لاچکے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقل مند حاصل کرتے ہیں۔(ال عمران:7)

(9) **فتنہ بمعنی آگ سے جلانا:** ﴿يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ،ذُوْقُوْافِتْنَتَكُمْ هٰذَاالَّذِىْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ ہاں یہ وہ دن ہے کہ یہ آگ پر تپائے جائیں گے، اپنی فتنہ پردازی کا مزہ چکھو، یہی ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے۔(الذاریات:14-13)

اسی طرح اصحاب الاخدود کے واقعے کے ضمن میں فرمان باری تعالی ہے ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ﴾ بے شک کہ جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا (مراد آگ میں جلایا) پھر توبہ نہ کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذب ہے۔(البروج:10)

(10)**فتنہ بمعنی لوگوں کے درمیان اختلا ف وانتشار اور عداوت ونفرت پیدا کرنا:** ﴿لَوْ خَرَجُواْ فِيْكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلاَّ خَبَالاً ولأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ﴾ اگر یہ (مراد منافق) تم میں مل کر نکلتے بھی تو تمہارے لئے سوائے فساد اور کوئی چیز نہ بڑھاتے بلکہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تم میں فتنے ڈالنے کی تلاش میں رہتے۔(التوبۃ:47)

(11) **فتنہ بمعنی حجت ومعذرت:** ﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعاً ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِيْنَ أَشْرَكُواْ أَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ،ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلاَّ أَن قَالُواْ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے، پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکاء جن کے معبود ہونے کا تم دعوی کرتے تھے کہاں گئے؟ پھر وہ اپنے شرک کی معذرت پیش کرتے ہوئے یہی کہیں گے کہ واللہ! ہم مشرک ہی نہ تھے۔(الأنعام:23-22)

(12)**فتنہ بمعنی مسلط کرنا:** ﴿رَبَّنَا لاَ تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾ اے ہمارے پردگار ہم کو ان ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا یعنی مسلط نہ کر۔(یونس:85)

(13)**فتنہ بمعنی نفاق ومعاصی:** ﴿وَلَكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّى جَاء أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُوْرُ﴾ (جس دن منافق مرد وعورت ایمان والوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہیں تھے تو وہ کہیں گے کہ ہاں تھے تو سہی) لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک وشبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔(الحدید:14)

(3) **فتنوں کے مقاصد:** قرآن مجید کے مطالعہ سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کے دو مقاصد ہیں:

(1) اللہ کا ازل سے یہ دستور رہا ہے، کہ کبھی مصائب وآلام سے دوچار کر کے

اور کبھی دنیا کے وسائل فراواں سے بہرہ ور کر کے، کبھی صحت وفراخی کے ذریعے سے اور کبھی تنگی و بیماری کے ذریعے سے، کبھی تونگری دے کر اور کبھی فقر وفاقہ میں مبتلا کر کے آزماتا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے ﴿وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾ اور ہم بطور امتحان تم میں سے ہر ایک کو برائی وبھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔ (الأنبیاء:35)

(2) سچے اور جھوٹے، کھرے وکھوٹے، مومن ومنافق، مسلمان وکافر، نیک وبد کے درمیان فرق واضح کرنے کے لئے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ، وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے، ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا یقیناً اللہ تعالی انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔ (العنکبوت:3-2)

(4) دور حاضر کے چند مخصوص فتنے :

(1) سوشل میڈیا وموبائل کا فتنہ: دور حاضر کا ایک بہت بڑا فتنہ میڈیا کا ہے چاہے الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا ہو یا سوشل میڈیا ہو، اس میڈیا نے ایسا انقلاب برپا کر دیا ہے کہ اب پوری دنیا آپ کے ہاتھ میں ہے، آپ کی آنکھوں کے سامنے آگئی ہے آپ جو چاہیں، جب چاہیں اور جہاں چاہیں ہر چیز سن سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں چنانچہ جب سے 3.جی اور 4.جی کا دور شروع ہوا ہے تو اس میڈیا کے ذریعے عریانی وفحاشی، بے غیرتی وبے حیائی کا ایسا طوفان آگیا ہے کہ اللہ کی پناہ!!! اب کسی بات کا پردہ نہیں رہا ہر چیز ہر شخص کے لئے جب چاہے جہاں چاہے، چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، بالغ ہو یا نابالغ، لڑکا ہو یا لڑکی، مرد ہو یا عورت، سب کے لئے اوپن ہے، اور ہر کوئی اس سے جڑنا چاہتا ہے اور جڑا ہوا ہے بالخصوص سوشل میڈیا سے کہ اس کے بغیر تو زندگی دقیانوسی سمجھی جا رہی ہے، جو اس سے جڑا ہوا ہے وہ عقلمند اور جو نہ جڑا ہوا سے بیوقوف سمجھا جاتا ہے، یہی وہ ہتھیار ہے جس نے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا ہے، ہر استعمال کرنے والے کے پاس دس دس اکاونٹ ہوتے ہیں جس کے ذریعے جنس مخالف ایک دوسرے کو اپنے جال میں پھنسا کر اپنی جنسی آگ کو ٹھنڈا کرتے ہیں!

فیس بک استعمال کرنے والے نوجوانو ذرا عقل کے ناخن لو! کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن آپ کا فیس یعنی چہرہ اس آیت کا مصداق نہ بن جائے ﴿وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ، تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ، أُولَئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ﴾ اور بہت سے چہرے اس دن غبار آلود ہوں گے، جن پر سیاہی چڑھی ہوئی ہوگی وہ یہی کافر بدکردار لوگ ہوں گے۔ (العبس:42-38) کہیں ایسا نہ ہو کہ اسی فیس بک کی وجہ سے آپ کا فیس بھی کل اداس ہو جائے ﴿وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ، تَظُنُّ أَن يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ﴾ اور کتنے چہرا اس دن اداس ہوں گے سمجھتے ہوں گے اس کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا۔ (القیامة:25-22)

اے نوجوانان مسلم کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بک آپ کے گلے نہ پڑ جائے: ﴿وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَاباً يَلْقَاهُ مَنشُوراً، اقْرَأْ كَتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيباً﴾ ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا ہے اور بروز قیامت ہم اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ اپنے اوپر کھلا ہوا پالے گا، لے! خود ہی اپنی کتاب آپ پڑھ لے، آج تو تو آپ ہی اپنا خود حساب لینے کو کافی ہے۔ (الاسراء:14-13)

سوشل میڈیا پر ہر انسان اپنی غلطی پر وکیل اور دوسروں کی غلطیوں کا جج بنا بیٹھا ہے سب کو دوسروں کی فکر ہے مگر اپنے آپ کی فکر نہیں ہے، نماز کبھی پڑھتے نہیں مگر نماز کے پوسٹ شیئر کرتے رہتے، مسجد کے بغل میں گھر ہے مگر فرض نماز کے لئے حاضر نہیں ہوتے اور منہدم مسجد کی بازیابی کے لئے پوسٹ ڈال کر لکھتے ہیں کہ جو اس کو شیئر نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں یا اس کے مسلمان ہونے میں شک ہے!!

سوشل میڈیا فیس بک اور واٹس ایپ پر مسلمانوں کے لئے اور بالخصوص مسلم نوجوانوں کے لئے ایک مہم بھی چلائی جا رہی ہے جس کے اندر ہوتا یہ ہے کہ کوئی لڑکی فیس بک یا واٹس ایپ پر مسلم لڑکوں سے دوستی کرتی ہے اور عشق ومحبت کے جال میں پھنسا کر اسے وقت دے کر ایک مخصوص مقام پر ملنے کے لئے بلاتی ہے جہاں پر پہلے سے ہی مسلم دشمن عناصر موجود ہوتے ہیں مسلم لڑکا جیسے ہی وہاں پر پہنچتا ہے یہ اسے دبوچ لیتے ہیں اور لو جہاد کا نام دے کر اسے بڑی بے رحمی سے زدوکوب اور قتل کر دیتے ہیں حال ہی میں راجستھان، مدھ پردیش میں پیش آنے والے واقعات اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

(2) موبائل کا فتنہ : نماز ومسجد کی تمام حدوں کو توڑنے والا یہی وہ آلہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ ہے، موبائل آج کی مصروف زندگی کا ایک ایسا لازمی جزو بن چکا ہے کہ نماز کے دس یا پندرہ منٹ کے لئے بھی اسے الگ کرنا ممکن نہیں رہا، ہر نماز میں کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور ہی موبائل کی آواز سے لوگوں کی نماز میں خلل پڑتا ہے، جس سے نہ نماز میں خشوع وخضوع رہتا ہے اور نہ ہی لذت وسرور، بعض حضرات موبائل کا کال سننے کے لئے اس قدر مضطرب اور بے چین ہوتے ہیں کہ وہ عمدہ موبائل بند نہیں کرتے اور وائبریشن موڈ میں رکھتے ہیں اور اگر دوران نماز موبائل وائبریٹ ہوا تو ساتھ میں یہ بھی وائبریٹ ہونا شروع کر دیتے ہیں! گویا (اقبال کے

شعر میں لفظی ترمیم کے ساتھ)

میں جو سربسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی یہ صدا
ترا دل تو ہے موبائل آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

اب حال ایسا ہے کہ کسی ایک مسجد میں نہیں ہر مسجد میں، کسی ایک نماز میں نہیں ، ہر نماز میں ،صرف ایک بار نہیں، کئی کئی بار موبائل کی آوازوں سے نماز میں خلل پڑتا ہے لیکن کہیں سے صدائے احتجاج بلند نہیں ہوتی،اسی کے برعکس اگر کبھی خدانخواستہ امام وخطیب کسی مصروفیت کی وجہ سے وقت پر حاضر نہ ہوسکے یا نیند کا غلبہ ہونے کی وجہ سے کبھی فجر میں اٹھ نہ سکے یا کبھی نماز یا قرأت میں کمی وبیشی ہوجائے تو سارے مصلیان مسجد کو سر پر اٹھا لیتے ہیں المیہ صرف موبائل کی رنگ ٹونوں کا نہیں بلکہ موبائلوں میں جو میوزک وفحش گانے بھرے ہوتے ہیں۔العیاذ باللہ۔۔۔اوران سب کو لانے والے مسجد کے اندر خود مسلمان نمازی ہوتے ہیں۔

(3)**علماء کی صحبت ونگرانی کے بغیر گوگل وانٹرنیٹ سے علم حاصل کرنے کا فتنہ**: امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ وہ شخص جو قرآن وحدیث کی دلیل کے بغیر علم حاصل کرتا ہے اس کی مثال رات کے وقت جنگل سے سوکھی لکڑیاں جمع کرنے والے کی مانند ہے، وہ اپنی لکڑیوں کا گٹھا جب اٹھاتا ہے تو بسا اوقات کوئی سانپ بھی لپٹا ہوا آجاتا ہے جو اس کو ڈس لیتا ہے اور اس شخص کو اس سانپ کا علم ہی نہیں ہوتا۔

اسی طرح امام حافظ ابن حجرؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے میرے بیٹے تم کتابی علماء سے بچ کے رہنا کیونکہ یہ شیطان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔

(4)**دعاۃ وبرادرس، نیم علماء کافتنہ**: ہمارے زمانے میں اہل اسلام کو راہ راست سے ہٹانے اور ورغلانے کے لئے کئی طرح کے حربے استعمال کئے جارہے ہیں، ٹی وی کی روشنی سے لے کر موبائل کی اسکرین تک، کتاب کی تحریر سے لے کر منبر ومحراب کی تقریر تک، ہر طرف سے دشمنان دین چومکھی لڑائی لڑرہے ہیں اور اہل اسلام کو ہر طرح کے شکنجوں میں کسا جارہا ہے۔

اس میں دشمنان دین کی پیداوار مخلوق بھی نمودار ہورہی ہے،نت نئے فتنے جنم لے رہے ہیں ، ہر روز کوئی اسکالر، پروفیسر اٹھ کر احکام اسلام اور عقائد کو تختۂ مشق بنائے ہوئے ہے مسلم قوم کو اغیار کے کچوکے پہلے ہی زخمی کرچکے ہیں پھر اہل الحاد وبدعت کے ہاتھوان پرنمک پاشی کا ستم!!!الٰہی اس قوم کا کیا ہوگا۔

اگر کوئی شخص پنج وقتہ نماز میں پابندی سے حاضر ہوتا ہے،علمائے کرام یا علم کے ساتھ کچھ مناسبت رکھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو مفکر دین اور مجدد اسلام سمجھنے لگتا ہے، چنانچہ اسے علمائے دین سے نفرت ہونی لگتی ہے اور ہر جگہ اپنی بڑائی میں اہل علم کی تنقیص کرتا پھرتا ہے، اور خود کو ملائکہ مقربین میں سے خیال کرنے لگتا ہے، یہ اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے،ایسے ہی لوگوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علی وسلم نے پیشین گوئی کی تھی کہ ”اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا“ لوگ جاہلوں کو اپنا راہنما بنالیں گے ان سے مسئلے دریافت کئے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوے دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔(بخاری:98)

نیز ان کے عادات واطوار کا ذکر ذرا حبیب کائنات کی زبانی سنیں کہ ” قَوْمٌ يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَيَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ“ میرے بعد ایک قوم ہوگی جو میرے طریقے سے ہٹ کر کوئی اور طریقے اپنائیں گے اور میرے علاوہ کسی اور کی رہنمائی لیں گے،تو ان کی کچھ چیزوں کو پہچان لے گا اور کچھ کا انکار کریگا،اور ان میں ایسے لوگ بھی منظر عام پر آئیں گے جو انسانوں کے قالب میں ہوں گے مگر ان کے دل شیطانی ہوں گے۔راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ ” نَعَمْ فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا “ ہاں اندھا دھند فتنہ ہوگا،اور اس میں ایسے لوگ ہوں گے کہ گویا کہ وہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے داعی ہیں، جو آدمی ان کی بات مانے گا وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے، میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علی وسلم ”صِفْهُمْ لَنَا“ ایسے لوگوں کی صفات بیان فرمادیجئے؟ تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ ” هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا “ وہ ہماری نسل کے ہوں گے اور ہماری طرح باتیں کریں گے، میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علی وسلم ”فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ “ اگر ایسا زمانہ مجھے پالے تو میرے لئے آپ کا کیا حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ ” تَلْتَزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ “ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے حکمران کو لازم پکڑے رکھنا،امیر کی بات سننا اور ماننا اگرچہ تیری پٹائی کردی جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے پھر بھی ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔(الصحيحة للألباني:2739)

ان مصلحین ودعاۃ کی جماعتوں میں جو آج کل فتنے رونما ہورہے ہیں نہایت ہی خطرناک ہیں مثلا:

(1)مصلحت اندیشی کا فتنہ: یہ فتنہ آج کل خوب برگ وبار لا رہا ہے،کوئی دینی یا علمی خدمت کی جائے اس میں پیش نظر دنیاوی مصالح رہتے ہیں۔

(2)ہردلعزیزی کا فتنہ: جو بات کہی جاتی ہے اس میں یہ خیال رہتا ہے کہ کوئی بھی ناراض نہ ہو سب خوش رہیں۔

(3)اپنی رائے پر اصرار: ہم جو کررہے ہیں وہی صحیح ہے باقی سب غلط ہیں۔

(4)شہرت کا فتنہ: کوئی دینی یا علمی کام کیا جائے آرزو یہی ہوتی ہے کہ زیادہ

سے زیادہ دادو تحسین کے نعرے بلند ہوں۔

(5) قرآن وحدیث کو چھوڑ کر غیروں کی کتابوں سے تبلیغ کرنا۔

(6) عوام کو علماء سے نفرت دلانا اور ان کی تذلیل کرنا: آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ " لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ" وہ شخص میری امت میں سے نہیں جو ہمارے بڑے کا احترام نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پر ترس نہ کھائے اور ہمارے عالموں کے حق کو نہ جانے۔(مسند احمد: 22807،وحسنہ الالبانی فی صحیح الترغیب والترھیب:101)

(7) دعوت وتبلیغ کے نام پر عوام الناس سے پیسہ لے کر بے تحاشا فضول خرچی کرتے ہوئے مہنگے سے مہنگے اسٹیج اینڈ لائٹنگ کا انتظام وانصرام کرنا۔

(5) تنظیم سازی کا فتنہ: چند اشخاص کسی بات پر کیا متفق ہوگئے یا کسی جماعت سے ذرا اختلاف رائے ہوگیا ایک نئی جماعت کی تشکیل ہوگئی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ومدرسہ بھی الگ بنا لیتے ہیں، مسجدوں میں فتنہ کھڑا کردیتے ہیں، مسجدوں میں نماز پڑھنا، آنا جانا ہی بند، جماعتی سطح پر گھر گھر جا کر لوگوں کو اکساتے ہیں، پمفلیٹ تقسیم کرتے ہیں، کل تک جن کے ساتھ نماز پڑھتے تھے آج انہیں کے اوپر کفر ونفاق کا فتوی لگاتے ہیں۔

(5) فتنوں کے دور میں ہماری ذمہ داریاں

(1) **علم حاصل کریں:** بالخصوص فتنوں کے متعلق کیونکہ حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ " كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي " لوگ آپ صلی اللہ علی وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھتے اور میں آپ صلی اللہ علی وسلم سے شر کے بارے میں پوچھتا کہ کہیں مجھے آنہ لے۔(الصحیحۃ للألبانی:2739)

(2) **عقل کا صحیح استعمال کرتے ہوئے اپنی زبان ،ہاتھ پاؤں وغیرہ کی حفاظت کریں:** ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ " تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلنَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمُضْطَجِعِ وَالْمُضْطَجِعُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَاعِدِ وَالْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِيُّ خَيْرٌ مِنَ الرَّاكِبِ وَالرَّاكِبُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمُجْرَى " فتنوں کا ایسا زمانہ شروع ہوگا کہ اس میں سونے والے لیٹنے والے سے بہتر ہوگا، لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، راوی حدیث نے کہا کہ " فَبِمَ تَأْمُرُنِي اِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ قَالَ أُكْفُفْ نَفْسَكَ وَيَدَكَ وَادْخُلْ دَارَكَ " اگر میں ایسا زمانہ پالوں تو آپ میرے حق میں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو اور اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھنا اور اپنے گھر کے اندر رہنا، میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علی وسلم اگر کوئی فتنے باز میرے گھر کے اندر بھی گھس آیا تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟ تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے کمرے میں داخل ہوجانا، میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علی وسلم اگر وہ میرے کمرے میں گھس آئے تو؟ آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ اپنی سجدہ گاہ میں داخل ہوجانا اور اس طرح کرلینا، پھر آپ صلی اللہ علی وسلم نے دائیں ہاتھ سے کلائی کو پکڑلیا اور فرمایا کہ تم یہ مرتے دم تک کہتے رہنا کہ میرا رب اللہ ہے۔(الصحیحۃ للألبانیؒ:3254)

نیز ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ " سَتَكُوْنُ فِتَنٌ أَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِيُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي وَمَنْ يُشْرِفُ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ " عنقریب فتنوں کا دور دورہ ہوگا، ان میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، جو اس فتنے میں جھانکے گا، فتنہ اسے بھی اچک لے گا، اس لئے ایسے حالات میں جو کوئی جہاں جگہ یا پناہ پائے وہاں چلا جائے۔(بخاری:3601، مسلم:2886)

(3) **فتنوں کے دور میں اپنے گھروں کو لازم پکڑیں:** ابوموسیؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ فتنوں کے دور میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور ان کی تانتیں کاٹ دینا" وَأَلْزِمُوْا أَجْوَافَ الْبُيُوْتِ وَكُوْنُوْا فِيْهَا كَالْخَيِّرِ مِنْ اِبْنَيْ آدَمَ " اور اپنے گھروں کے اندر ہی رہنا اور آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے نیک بیٹے کی طرح (جنگ وجدل سے دست کش) ہوجانا۔(الصحیحۃ للألبانیؒ:1524)

(4) **فتنوں کے دور میں لوگوں کو چھوڑ کر اپنی آخرت کی فکر کریں:** ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن عمروؓ اس وقت تیرا کیا بنے گا جب تو گھٹیا اور ادنی درجے کے لوگوں میں باقی رہ جائے گا، ان کے عہدو پیمان اور امانت ودیانت میں کھوٹ پیدا ہوجائے گی، وہ اختلاف وافتراق میں پڑ جائیں گے اور وہ اس طرح خلط ملط ہوجائیں گے، پھر آپ صلی اللہ علی وسلم نے اشارہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کردیا، میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علی وسلم " مَا تَأْمُرُنِي " آپ مجھے ایسے حالات میں کیا حکم دیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ " عَلَيْكَ بِخَاصَّتِكَ وَدَعْ عَنْكَ عَوَامَّهُمْ " اپنی آخرت کی

فکر کرنا اور عوام الناس کے معاملات میں نہ پڑنا۔(الصحیحة للألبانیؒ: 206)

(5)فتنوں سے بچنے کی مخصوص دعاؤں کا اہتمام کریں: ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے رہیں جیسا کہ زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علی وسلم نے تمام صحابۂ کرامؓ سے کہا کہ " تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنهَا وَمَابَطَنَ قَالُوا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ" (صحیح مسلم: 5112) آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ تم سب ہر ظاہر و باطن فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرو تو صحابۂ کرامؓ نے کہا کہ ہم سب تمام ظاہر و باطن فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

اور خود اللہ نے اپنے حبیب کو یہ تعلیم دی کہ " يَامُحَمَّدُ! إذَاصَلَّيْتَ فَقُلْ: أَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِيْنِ وَاِذَا أَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْکَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ " اے محمد صلی اللہ علی وسلم! جب آپ نماز پڑھ لیں تو یہ دعا پڑھا کریں: اے اللہ! میں تجھ سے نیکیاں اور برائیوں کو چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کا سوال کرتا ہوں اور جب تو اپنے بندوں کو فتنوں میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے اس میں مبتلا کئے بغیر میری روح کو قبض کر لینا۔(جامع الترمذی: 3234/3233، وصححه الالبانیؒ)

عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ سعدؓ اپنے بچوں کو درج ذیل کلمات ایسے ہی سکھاتے جس طرح سے ایک معلم بچوں کو لکھنا سکھاتا ہے اور کہتے کہ "اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ " بے شک آپ صلی اللہ علی وسلم سلام پھیرتے ہی ان چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے " أَللّٰهُمَّ اِنَّ أَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُبِکَ أَنْ أُرَدَّ اِلَی أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" (بخاری: 2610)

(6)عبادتوں کا اہتمام کریں اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال بجالائیں: آپ صلی اللہ علی وسلم کا فرمان ہے کہ " أَلْعِبَادَةُ فِی الْهَرْجِ کَهِجْرَةٍ اِلَیَّ " فتنوں کے دور میں عبادت کرنا ایسے ہی ہے جیسے کہ میری طرف ہجرت کرنا۔(مسلم: 2948) کیونکہ جب فتنوں کا دور دورہ ہو، حق و باطل کی کشمکش ہو، لوگ انتہائی مضطرب و پریشان ہوں تو ایسے حالات میں کم ہی لوگ اللہ کی عبادت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، چنانچہ ان غفلت کے دوران جو شخص عبادت میں مشغول ہوگا وہ فتنوں کے شر سے محفوظ رہے گا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علی وسلم کا فرمان ہے کہ انسان کے لئے اس کے اہل و عیال میں، اس کے مال میں اور اس کے پڑوسیوں میں فتنہ و آزمائش ہے " تُکَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ " اور ان فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ نماز، روزہ اور صدقہ و خیرات ہیں۔(بخاری:1895)

نیز آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ " بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ خِصَالًا اِمْرَةَ السُّفَهَاءِ وَکَثْرَةَ الشُّرْطِ وَقَطِيْعَةَ الرَّحِمِ وَبَيْعَ الْحُکْمِ وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ وَنَشْأً يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ يُقَدِّمُوْنَ الرَّجُلَ لَيْسَ بِأَفْقَهِهِمْ وَلَاأَعْلَمِهِمْ مَايُقَدِّمُوْنَهُ اِلَّالِيُغَنِّيَهُمْ " تم چھ چیزوں کے آنے سے پہلے جلدی جلدی نیک اعمال کرلو! احمق لوگوں کی حکمرانی، پولیس کی کثرت، قطع رحمی، فیصلے کو رشوت کے بدلے میں بیچنا، خون بہانے کو ہلکا سمجھنا اور ایسے نوخیز بچوں کا آنا جو قرآن مجید کو راگ گانا بنالیں گے، لوگ ان میں سے ایک کو اس لئے امام نہیں بنائیں گے وہ سب سے زیادہ سمجھ دار اور سب سے بڑا عالم ہوگا، بلکہ اس لئے کہ وہ ان کے سامنے قرآن گا گا کر پڑھے گا۔(الصحیحة للألبانیؒ: 979)

(7)دین پر سختی سے عمل کرتے ہوئے اس کی نشر و اشاعت کریں: کیونکہ آپ صلی اللہ علی وسلم کا فرمان ہے کہ فتنوں کے دور میں دین پر عمل کرنا مشکل ہوجائے گا: عن أنس مرفوعا: " يَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ أَلصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلَی دِيْنِهِ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ " لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اپنے دین پر صبر کرنے والا دہکتے ہوئے انگارے کو مٹھی میں بند کرنے والے کے مترادف ہوگا۔(الصحیحة للألبانیؒ: 957)

نیز ابوواقد لیثیؓ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ "اِنَّهَاسَتَکُوْنُ فِتَنَةٌ" عنقریب فتنے ہوں گے، صحابۂ کرام نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علی وسلم "کَيْفَ لَنَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْ کَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ تَرْجِعُوْنَ اِلَی أَمْرِکُمْ الْأَوَّلِ " ہم کیسے ہوں یا کیا کریں؟ تو آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے پہلے معاملے کی طرف پلٹ آنا۔ یعنی دین اسلام کو قائم کرنا۔ (ألصحیحة للألبانیؒ: 3165)

اسی طرح آپ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ " اِنَّ مِنْ وَرَائِکُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ لِلْمُتَمَسِّکِ فِيْهِنَّ بِمَاأَنْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْکُمْ " تمہارے بعد صبر کے ایام آنے والے ہیں، ان میں جو شخص اس دین کو مضبوطی سے تھامے رکھے گا جس پر تم قائم ہو تو اسے تم میں سے پچاس افراد کے برابر اجر ملے گا۔(الصحیحة للألبانیؒ: 494)

(8)کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ کی اتباع کریں: ﴿قَدْ جَاءكُم مِّنَ اللّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ، يَهْدِي بِهِ اللّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلاَمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنِ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے، جس کے ذریعے سے اللہ تعالی انہیں جو رضائے رب کے درپے ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہ راست کی طرف

ان کی رہبری کرتا ہے۔(المائدہ:16-15)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرَى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّيْنَ الرَّاشِدِيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ“ یعنی یقین جانو کہ تم میں سے جو کوئی شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف کو دیکھے گا پس تم ایسی صورت میں میری سنت اور خلفائے راشدین کے طریقے کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے لازم پکڑ لینا۔(ابو داؤد: 4607 وصححہ الالبانیؒ)

نیز فرمایا کہ ”اے لوگو! میری باتوں کو اچھی طرح سمجھ لو میں نے یقیناً اللہ کا دین آپ تک پہنچا دیا اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور وہ ہے کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت۔(السنۃ للمروزی: 68)

(9)**توبہ واستغفار کو لازم پکڑیں**: یعنی فتنوں کے دور میں صدق دل سے اللہ کی طرف رجوع ہونا اور اپنے تمام گناہوں پر اس کے سامنے ندامت وشرمندگی کی اظہار کرتے ہوئے اس سے استغفار طلب کرنا جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ اور اللہ ایسے لوگوں کو عذاب دینے والا نہیں جو استغفار کر رہے ہوں۔(الانفال: 33)

دوسری جگہ فرمایا ﴿فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ پھر جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے؟ مگر ان کے دل تو اور سخت ہوگئے اور شیطان نے انہیں ان کے اعمال خوبصورت بنا کر دکھلا دئے۔(الأنعام:43)

(10)**صبر کریں**: مختلف آزمائشوں اور فتنوں کو برداشت کرتے ہوئے ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کریں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ” اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنُ ،اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنُ ،اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنُ وَلَمَنِ ابْتُلِیَ فَصَبَرَ فَوَاهًا“ خوش نصیب ہے وہ شخص جسے فتنوں سے بچا لیا جائے، خوش نصیب ہے وہ شخص جسے فتنوں سے بچا لیا جائے، خوش نصیب ہے وہ شخص جسے فتنوں سے بچا لیا جائے، لیکن جو ان میں مبتلا کر دیا گیا اور اس نے صبر کا مظاہرہ کیا تو اس کے کیا ہی کہنے۔ (ابو داؤد: 4263 وصححہ الالبانیؒ)

اے ارحم الراحمین، یا حی وقیوم اس فتنے بھرے دور میں ہم مسلمانوں کے جان ومال کی حفاظت فرما اور ہر ظاہر وباطن فتنوں سے محفوظ رکھ۔ آمین۔

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کر سکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ”جریدہ ترجمان“(اردو)، ماہنامہ ”اصلاح سماج“(ہندی)، نیز ماہنامہ ”دی سمپل ٹروتھ“(انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

بارش رحمت بھی ہے اور عذاب بھی

ابوحمدان اشرف فیضی، رائیدرگ

دیکھا جاتا ہے کہ کبھی کبھار بعض علاقوں میں زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے فصلیں برباد ہوجاتی ہیں، مکانات منہدم ہوجاتے ہیں، جانی ومالی نقصانات ہوتے ہیں، جب کہ دوسرے علاقوں میں بارش کی قلت ہوتی ہے، بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلیں برباد ہوجاتی ہیں، لہٰذا یہ رحمت بھی ہے اور عذاب بھی، یہی وجہ ہے کہ جب موسم ابر آلود ہوتا اور ہوائیں چلتیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے چین وپریشان ہوجاتے، جیسا کہ حدیث میں ہے:عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم أنها قالت: ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم مستجمعا ضاحکا حتی أری منه لهواته، انما کان یتبسم، قالت: وکان اذا رأی غیما، أو ریحا، عرف ذلک فی وجهه، فقال: یا رسول الله، أری الناس اذا رأو الغیم فرحوا، رجاء أن یکون فیه المطر، وأراک اذا رأیته عرفت فی وجهک الکراهیة؟ فقال: یا عائشة، ما یؤمننی أن یکون فیه عذاب؟ قد عذب قوم بالریح، وقد رأی قوم العذاب فقالوا: هذا عارض ممطرنا (صحیح مسلم: کتاب: صلاة الاستسقاء باب: التعوذ عند رؤیة الریح والغیم والفرح بالمطر: ۸۹۹)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پوری طرح ایسے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کے اندر کا ابھرا ہوا حصہ دیکھ لوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسکرایا کرتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادل یا آندھی دیکھتے تو اس کا اثر آپ کے چہرے پر عیاں ہوجاتا تو (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا: اے اللہ کے رسول! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ جب وہ بادل دیکھتے ہیں تو اس امید پر خوش ہوجاتے ہیں کہ اس میں بارش ہوگی اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ اس (بادل) کو دیکھتے ہیں تو میں آپ کے چہرے پر ناپسندیدگی محسوس کرتی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! مجھے اس بات سے اطمینان نہیں ہوتا کہ کہیں ان میں عذاب (نہ) ہو، ایک قوم آندھی کے ذریعے عذاب دی گئی اور ایک قوم نے عذاب کو (دور) سے دیکھا تو کہا: یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔

اسی طرح جب تیز وتند ہوائیں چلتیں تو اس کے شر سے حفاظت کے لئے آپ دعاؤں کا اہتمام کرتے تھے، جیسا کہ حدیث میں ہے:عن عائشة زوج النبی صلی الله علیه وسلم أنها قالت: کان النبی صلی الله علی وسلم اذا عصفت الریح قال: اللهم انی أسألک خیرها، وخیر ما فیها، وخیر ما أرسلت به، وأعوذبک من شرها، وشرما فیها، وشر ما أرسلت به، قالت: واذا تخیلت السماء تغیر لونه، وخرج ودخل، وأقبل وأدبر، فاذا مطرت سری عنه، فعرفت ذلک فی وجهه، قالت عائشة: فسألته، فقال: لعله یا عائشة، کما قال قوم عاد: فلما رأوه عارضا مستقبل أودیتهم قالوا هذا عارض ممطرنا (صحیح مسلم: کتاب صلاة الاستسقاء باب: التعوذ عند رؤیة الریح والغیم والفرح بالمطر: ۸۹۹)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب تیز ہوا چلتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: اے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر اور بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور جو اس میں ہے اس کی اور جس خیر کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے اس خیر (کا طلب گار ہوں) اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اور جس شر کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا: جب آسمان پر بادل گھر آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا اور آپ (اضطراب کے عالم میں) کبھی باہر نکلتے اور کبھی اندر آتے، کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے، اس کے بعد جب بارش برسنے لگتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہ کیفیت) دور ہوجاتی، مجھے اس کیفیت کا پتہ چل گیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، آپ نے فرمایا: عائشہ! ہوسکتا ہے (یہ اسی طرح ہو) جیسے قوم عاد نے (بادلوں کو دیکھ کر) کہا تھا: جب انہوں نے اس (عذاب) کو بادل کی طرح اپنی بستیوں کی طرف آتے دیکھا تو انہوں نے کہا: یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔

ایک اور حدیث میں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم الریح والغیم عرف ذلک فی وجهه، وأقبل وأدبر، فاذا مطرت سربه وذهب عنه ذلک، قالت عائشة: فسألته، فقال: انی خشیت أن یکون عذابا سلط علی أمتی، ویقول اذا رأی المطر رحمة (صحیح مسلم: کتاب: صلاة الاستسقاء باب: التعوذ عند رؤیة الریح والغیم والفرح بالمطر: ۸۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جب آندھی یا بادل کا دن ہوتا تو آپ کے چہرہ مبارک پر اس کا اثر پہچا جاسکتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اضطراب کے عالم میں) کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے ہٹتے، پھر جب بارش برسنا

شروع ہوجاتی تو آپ اس سے خوش ہوجاتے اور وہ (پہلی کیفیت) آپ سے دور ہو جاتی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے (ایک بار) آپ سے (اس کا سبب) پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں ڈر گیا کہ یہ عذاب نہ ہو جو میری امت پر مسلط کردیا گیا ہو اور بارش کو دیکھ لیتے تو فرماتے: رحمت ہے۔

بارش رحمت ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: عن أنس قال: قال أنس أصابنا ونحن مع رسول الله صلى الله علي وسلم مطر، قال: فحسر رسول الله صلى الل عليه وسلم ثوبه، حتى أصابه من المطر، فقلنا: يا رسول الله، لم صنعت هذا؟ قال: لأنه حديث عهد بربه تعالى (صحيح مسلم: كتاب صلاة الاستسقاء، باب: الدعاء في الاستسقاء:٩٨٩)

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم پر بارش برسنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا (سر اور کندھے کا کپڑا) کھول دیا حتی کہ بارش آپ پر آنے لگی۔ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا: کیوں کہ وہ نئی نئی (سیدھی) اپنے رب عز وجل کی طرف سے آرہی ہے۔

قحط سالی عذاب کی ایک شکل ہے، حدیث میں ہے: مسروق نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کفار قریش کی سرکشی دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی: اللهم سبع كسبع يوسف کہ اے اللہ! سات برس کا قحط ان پر بھیج جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں بھیجا تھا چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ ہر چیز تباہ ہوگئی اور لوگوں نے چمڑے اور مردار تک کھا لئے۔ بھوک کی شدت کا یہ عالم تھا کہ آسمان کی طرف نظر اٹھائی جاتی تو دھویں کی طرح معلوم ہوتا تھا آخر مجبور ہوکر ابوسفیان حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کو اللہ کی اطاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ اب تو آپ ہی کی قوم برباد ہو رہی ہے، اس لئے آپ اللہ سے ان کے حق میں دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس دن کا انتظار کر جب آسمان صاف دھواں نظر آئے گا آیت انکم عائدون تک (نیز) جب ہم سختی سے ان کی گرفت کریں گے (کفار کی) سخت گرفت بدر کی لڑائی میں ہوئی۔ دھویں کا بھی معاملہ گزر چکا (جب سخت قحط پڑا تھا) جس میں پکڑ اور قید کا ذکر ہے وہ سب ہو چکے اسی طرح سورہ الروم کی آیت میں جو ذکر ہے وہ بھی ہو چکا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۰۷)

پانی کے ذریعے بہت سی سرکش اور نافرمان قوموں کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک و برباد کردیا، بعض کو پانی میں ڈبوکر، بعض کو سیلاب کے ذریعے اور بعض کو قحط سالی میں مبتلا کرکے، قرآن مجید میں بعض قوموں کی ہلاکت کا تذکرہ کیا گیا ہے: اللہ نے فرمایا: فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (العنکبوت:۴۰)

پھر تو ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ کے وبال میں گرفتار کرلیا، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبو دیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اسی طرح قوم نوح کے بارے میں اللہ نے فرمایا: كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:۹-۱۵)

’’ان سے پہلے قوم نوح نے بھی ہمارے بندے کو جھٹلایا تھا اور یہ دیوانہ بتلا کر جھڑک دیا گیا تھا۔ پس اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں بے بس ہوں تو میری مدد کر، پس ہم نے آسمان کے دروازوں کو زور کے مینہ سے کھول دیا۔ اور زمین سے چشموں کو جاری کر دیا پس اس کام کے لئے جو مقدر کیا گیا تھا (دونوں) پانی جمع ہوگئے۔ اور ہم نے اسے تختوں اور کیلوں والی (کشتی) پر سوار کرلیا۔ جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی۔ بدلہ اس کی طرف سے جس کا کفر کیا گیا تھا۔ اور بیشک ہم نے اس واقعہ کو نشانی بنا کر باقی رکھا پس کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا۔ بتاؤ میرا عذاب اور میری ڈرانے والی باتیں کیسی رہیں؟

فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں اللہ نے فرمایا: وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ (الذاریات:۳۸-۴۰)

’’موسی علیہ السلام کے قصے میں (بھی ہماری طرف سے تنبیہ ہے) کہ ہم نے اسے فرعون کی طرف کھلی دلیل دے کر بھیجا۔ پس اس نے اپنے بل بوتے پر منہ موڑا اور کہنے لگا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔ بالآخر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو اپنے عذاب میں پکڑ کر دریا میں ڈال دیا وہ تھا ہی ملامت کے قابل۔

قوم سبا کے بارے میں فرمایا: لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سبا:۱۵-۱۷)

’’قوم سبا کے لئے اپنی بستیوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی تھی ان کے دائیں

بائیں دو باغ تھے (ہم نے ان کو حکم دیا تھا کہ) اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، یہ عمدہ شہر اور بخشنے والا رب ہے۔ لیکن انہوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کے سیلاب (کا پانی) بھیج دیا اور ہم نے ان کے (ہرے بھرے) باغوں کے بدلے دو (ایسے) باغ دیئے جو بدمزہ میووں والے اور (بکثرت) جھاؤ اور کچھ بیری کے درختوں والے تھے۔ ہم نے ان کی ناشکری کا یہ بدلہ دیا۔ ہم (ایسی) سخت سزا بڑے بڑے ناشکروں ہی کو دیتے ہیں۔

اسی طرح آل فرعون سے متعلق اللہ نے فرمایا: وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (الاعراف:۱۳۰)

''اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں اور پھلوں کی کم پیداواری میں تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔''

بارش اللہ کے حکم سے ہوتی ہے: ہمارا اس بات پر ایمان ویقین ہونا چاہیے کہ بارش برسانے والا اللہ ہے، اسی کے حکم سے بارش ہوتی ہے، وہ اپنی حکمت ومشیت سے جہاں چاہتا ہے اور جتنا چاہتا ہے بارش نازل کرتا ہے، لہٰذا ہمیں صرف اللہ تعالیٰ سے بارش کی امید رکھنی چاہیے اور اسی سے بارش طلب کرنا چاہیے، قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (لقمان:۳۴) بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا: وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ (الشوری:۲۸) اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد بارش برساتا اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے وہی ہے کارساز اور قابل حمد وثنا۔ اسی طرح اور فرمایا: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (العنکبوت:۶۳) اور اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمان سے پانی اتار کر زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کس نے کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا اللہ تعالیٰ نے۔ آپ کہہ دیں کہ ہر تعریف اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے، بلکہ ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

اللہ نے فرمایا: اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ (الروم:۴۸-۴۹)

اللہ تعالیٰ ہوائیں چلاتا ہے وہ ابر کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی منشا کے مطابق اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر سے قطرے نکلتے ہیں اور جنہیں اللہ چاہتا ہے ان بندوں پر پانی برساتا ہے تو وہ خوش خوش ہوجاتے ہیں۔ یقین مانا کہ بارش ان پر برسنے سے پہلے پہلے تو وہ ناامید ہو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (الملک:۳۰)

آپ کہہ دیجئے! کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارے (پینے کا) پانی زمین میں اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لئے نتھرا ہوا پانی لائے؟ کافر لوگ اللہ کو چھوڑ کر ستاروں سے بارش طلب کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غلط عقیدہ میری امت میں باقی رہے گا وہ اسے نہیں چھوڑیں گے، ارشاد نبوی ہے: أربع في أمتي من أمر الجاهلية لا يتركونهن الفخر في الأحساب، والطعن في الأنساب، والاستسقاء بالنجوم، والنياحة (صحيح مسلم: كتاب الجنائز باب التشديد في النياحة: ٩٣٤) میری امت میں جاہلیت کے کاموں میں سے چار باتیں (موجود) رہیں گی وہ ان کو ترک نہیں کریں گے: حسب ونسب پر فخر کرنا، (دوسروں کے) نسب پر طعنہ زنی کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا اور نوحہ کرنا۔

بارش یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور رحمت ہے، اس کے نزول کے بعد اس کا شکر ادا کرنا چاہیے، شکر گزاری کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ہم اس کی نسبت اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کی طرف کریں اور یہ دعا پڑھیں: جیسا کہ حدیث میں ہے:

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو بارش ہو چکی تھی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا: معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) تمہارے رب کا ارشاد ہے: میرے کچھ بندے اس حال میں صبح کیے کہ وہ مجھ پر ایمان لائے۔ اور کچھ میرے منکر ہوئے جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لئے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ فلاں فلاں ستاروں کی وجہ سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔ (صحیح بخاری:۸۴۶)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ (الواقعہ:۶۸-۷۰) اچھا یہ بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو۔ اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں؟ اگر ہماری منشا ہوتو ہم اسے کڑوا زہر کردیں پھر تم ہماری شکرگزاری کیوں نہیں کرتے؟

☆☆☆

سگریٹ نوشی: موجودہ زمانہ کا ناسور

ابوعدنان سعید الرحمٰن نورالعین سنابلی

سگریٹ نوشی کے تباہ کن اثرات سے ہر انسان واقف ہے لیکن اس کے باوجود لوگ سگریٹ نوشی شوق سے کرتے ہیں اور اس میں روز بروز خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔لوگوں کو اس بات کی پوری پوری علیمت ہے کہ سگریٹ نوشی سے کس قسم کی جان لیوا اور خطرناک بیماریاں ہوتی ہیں اس کے باوجود لوگ اس سے پرہیز نہیں کرتے۔سگریٹ نوشی کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ کئی ایک بطور فیشن سگریٹوں کے کش پہ کش لگاتے ہیں۔ہوٹلوں میں اب حقے رکھے جانے لگے ہیں جن میں خوشبودار تمباکو رکھا جاتا ہے اور نوجوان لڑکے لڑکیاں ذوق وشوق سے ہوٹلوں میں جاکر حقے کے کش لگاتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں اور تو اور دہلی جیسے میٹرو شہروں میں حقہ کیفے، حقہ ریسٹورینٹ اور حقہ بار قائم ہیں جہاں جواں سال لڑکے اور لڑکیوں کے بگاڑ کا ہر سامان موجود ہوتا ہے۔نسلِ نو ان سب کاموں کو اس لئے انجام دیتے ہیں تاکہ لوگ انہیں ماڈرن تصور کریں۔

سگریٹ نوشی میں ہر عمر کے افراد ملوث ہیں، البتہ نوجوانوں میں یہ بیماری خطرناک حد تک پھیلی ہوئی ہے، اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ روبروز صورت حال سنگین ہوتی جارہی ہے اور سگریٹ نوشی اور تمباکو خوری معاشرہ کو اپنے چنگل میں لیتے چلے جارہے ہیں حالانکہ ہم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک کے نوجوان اس کا مستقبل ہوتے ہیں، ان کی بہترین انداز میں تعلیم وتربیت ہی اس ملک کی ترقی کے ضامن ہوتے ہیں۔وطن عزیز ہندوستان کی غالب آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔یہ نوجوان ہی ہمارے پیارے وطن عزیز کا مستقبل ہیں۔بدقسمتی سے ان نوجوانوں میں معاشرتی بگاڑ کے ذرائع وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ نت نئی برائیاں جنم لے رہی ہیں اور موجودہ وقت میں نوجوانوں میں پائی جانے والی سب سے بڑی برائی سگریٹ نوشی ہے۔

جی ہاں، سگریٹ نوشی ایک ایسی برائی ہے جو نئی نہیں، مگر گزرتے سالوں کے ساتھ اس کے اثرات میں کوئی خاطر خواہ کمی دیکھنے میں نہ آسکی۔یہ بارہ سے پندرہ سال کے بچوں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور اکثر سمارٹ لگنے کی خواہش میں اور غلط بچوں کی صحبت میں پڑ کر کم عمر لڑکے اور لڑکیاں سگریٹ شروع کرتے ہیں وہ پھر اس مضر اور قبیح عادت سے جان نہیں چھڑا پاتے۔کئی تو آگے بڑھ کر چرس اور دیگر نشہ آور ادویات استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔

آج اپنے سماج ومعاشرہ کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوجائے گا کہ چھوٹے چھوٹے بچے سگریٹ نوشی، تمباکو خوری اور دوسری نشہ آور چیزوں کی لت میں پھنس چکے ہیں، بہت سے معصوم بچے اس قبیح اور خبیث عادت کے اتنے بڑے رسیا بن جاتے ہیں کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے چوری، ڈاکہ زنی اور دیگر جرائم بھی انجام دینے لگے ہیں۔

تمباکو خوری کی تاریخ: شراب نوشی کے بعد جن مخدرات و مفترات اور نشہ آور اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے ان میں تمباکو خوری اہم ہے، وہ حقے کی چلم میں بھر کر پیا جائے یا سگریٹ و بیڑی کی شکل میں یا نسوار کی شکل میں کھایا جائے یا پان کے پتے میں لپیٹ کر، یہ سب تمباکو خوری کی مختلف شکلیں ہیں اور یہ شہر ہوں یا دیہات ہر جگہ کسی نہ کسی شکل میں مروج ہیں۔

شیخ احمد بن حجر آل بوطامی کی تحقیق کے مطابق یہ تمباکو ۱۰۰۰ھ کے بعد کی پیداوار ہے۔(الخمر وسائر المسکرات،ص:۱۵۵)

پروفیسر ابراہیم بن محمد ضبیعی اپنی کتاب ''التدخین فی ضوء علم الحدیث'' میں لکھتے ہیں: تمباکو نوشی کی تاریخ معلوم کرنا اور یہ جاننا کہ اس کا پودا سب سے پہلے کب اور کہاں بویا گیا؟ اور اس کے مادے کا انکشاف کب ہوا؟ یہ معلومات ہمارے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں بلکہ اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ تمباکو نوشی کے نتائج کیا ہیں اور اس کا استعمال اپنے ساتھ کون کون سے منفی اثرات لاتا اور مرتب کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں مذکورہ ابتدائی معلومات نہیں ملتیں اور قدیم مورخین کے یہاں اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا۔

تاریخ کے سینے میں جو بات محفوظ ہے وہ یہ ہے کہ ۱۴۹۱ء میں کولمبس اور اس کے ساتھیوں نے وسطی امریکہ کا انکشاف کیا تو انہوں نے وہاں ریڈ انڈین لوگوں کو دیکھا کہ وہ تمباکو نوشی کرتے ہیں ان میں بعض لوگ تو تمباکو کے لفافے سے بنا کر انہیں ایک طرف سے آگ لگاتے اور دوسری طرف سے کش لگاتے تھے گویا کہ یہی صورت بعد میں ترقی کرکے سگریٹ کی شکل اختیار کرگئی اور ان میں سے بعض لوگ تمباکو کے پتے آگ کی انگیٹھی میں کوئلوں پر رکھتے اور ان سے اٹھنے والے دھوئیں ناک سے سونگھتے۔گویا اسے تھوڑی سی ترمیم وترقی کے بعد حقے اور چلم کی شکل دے دی گئی اور اسے ناک میں سونگھنے کے بجائے منہ سے کش لگائے جانے لگے جبکہ کئی منشیات آج تک ناک سے ہی سونگھی جاتی ہے۔(اور سگریٹ چھوٹ گئی مع تمباکو نوشی کی تباہ

کاریاں/شیخ محمد منیر قمر/ص:۱۷۔۱۸)

سگریٹ نوشی کے نقصانات: سگریٹ مختلف بیماریوں کا ذریعہ اور انسانی صحت کے لئے زہر ہلاہل ہے، ایک انسان سگریٹ نوشی کرتا ہے اور اپنی اس گندی عادت کی وجہ سے بہت سی بڑی بیماریوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ سانس لینے کی بیماریوں سے لے کر پھیپھڑوں، منہ یا حلق میں کینسر کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ سگریٹ کے دھوئیں میں ایسے کئی کیمیائی مادے ہوتے ہیں جن کا تعلق کینسر سے ثابت ہو چکا ہے۔ یہ کیمیائی مادے آہستہ آہستہ انسان کے جسم میں سرایت کرتے چلے جاتے ہیں اور آخر ایک دن پھیپھڑوں، منہ یا حلق کے سرطان کا باعث بنتے ہیں۔

شراب نوش انسان اگر سرطان سے بچ بھی جائے تو بھی اس کی سانس کی نالیوں میں موجود خلیات سگریٹ کے دھوئیں سے شدید متاثر ہوتے ہیں۔ نالیوں کی صفائی کا نظام آہستہ آہستہ ناکارہ ہوتا چلا جاتا ہے اور دائمی کھانسی کا شکار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو لوگ حقہ، بیڑی یا سگریٹ وغیرہ پیتے ہیں ان میں سے اکثریت دائمی کھانسی کی شکار ہوتی ہے۔

اسی طرح سگریٹ سے نکلنے والا دھواں دمے کا باعث بنتا ہے۔

سگریٹ نوشی ہماری جسمانی صحت کو خراب کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری آب و ہوا کو بھی آلودہ کر رہی ہے، اس کے دھوئیں میں موجود زہریلے کیمیائی مادے ہمارے آس پاس کے ماحول کو بھی بری طرح متاثر کرتے ہیں اور یہ اپنے چپیٹ میں انہیں بھی لے لیتے ہیں جو اس لت سے دور رہتا ہے۔ چنانچہ جو نقصانات سگریٹ نوش کو ہوتے ہیں وہ تو ہوتے ہی ہیں، ساتھ ہی جو افراد اس کے آس پاس بیٹھے ہوتے ہیں، سگریٹ کا دھواں ان کو بھی نقصان پہنچاتا ہے اور اس طرح سگریٹ نوش کے گھر والے بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ خاص طور سے بچوں کے لئے یہ انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور طرح طرح کی بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔

کتنی بڑی کم عقلی کی بات ہے کہ تمباکو خوری اور سگریٹ نوشی وغیرہ کا شکار ہو کر انسان اپنی صحت کو داؤ پر لگا دے اور اپنے جسم کو بیماریوں کی آماجگاہ بنا ڈالے۔ صحت کے سودے پر ایک انسان سگریٹ نوشی کرتا ہے اور جب بستر مرگ پر پڑتا ہے تو علاج و معالجہ کے لئے گداگری کرتا پھرتا ہے۔ اللہ جل شانہ نے ہم انسانوں کو عقل سلیم سے نوازا ہے، ہم اپنا بھلا برا سمجھ سکتے ہیں، چنانچہ ہمیں جاننا چاہئے کہ سگریٹ نوشی، تمباکو خوری اور دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال ہمارے جسم کے لئے حد درجہ نقصان دہ ہے۔ لیکن ہائے افسوس! سگریٹ نوشی میں مبتلا لوگ عقل و خرد کو تج کر اس زہر کو دھڑلے کے ساتھ استعمال کرتے ہیں اور ہر گزرنے والے وقت کے ساتھ اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلتے ہیں۔

سگریٹ نوشی سے ہونے والی اموات: اس لت سے بچے، بوڑھے اور جوان کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔ یہ عفریت نہ صرف کینسر بلکہ دل کی بیماری اور فالج کا بھی باعث بن رہا ہے، اور اگر جدید تحقیق کی مانیں تو سگریٹ نوشی سے یادداشت بری طرح متاثر ہوتی ہے اور اگر حاملہ خواتین سگریٹ نوشی کرتی ہیں تو حمل پر بھی اس کے بہت نقصان دہ اثرات مرتب ہوتے ہیں، اگر بڑے پیمانے پر دیکھا جائے تو سگریٹ نوشی ہی کی وجہ سے دنیا بھر میں سالانہ اسی لاکھ موت کا شکار بنتے ہیں۔

سگریٹ نوشی: شریعت کی نگاہ میں: موجودہ زمانے میں سگریٹ نوشی خطرناک حد تک پھیل چکا ہے، یہ ہمارے سماج کو کھوکھلا کر چکا ہے، ہمارے نوجوانوں کو اپنے چنگل میں لے چکا ہے اور سگریٹ نوشی موجودہ زمانے کا ناسور بن چکا ہے۔ کچھ لوگ سگریٹ نوشی فیشن کے نام پر کرتے ہیں تو کچھ لوگ ٹینشن دور کرنے کے لئے اس کے شکار بن جاتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں بہت سارے اصول وضوابط ایسے موجود ہیں جو سگریٹ نوشی اور تمباکو خوری کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں کیونکہ یہ عمل خبائث میں سے ہے، نشہ آور ہے، لایعنی عمل ہے، اس میں مال کا ضیاع ہے، صحت کے ساتھ کھلواڑ ہے اور ایک سگریٹ نوش اپنے اس عمل کے ذریعہ اپنے ساتھیوں کو اذیت میں مبتلا کرتا ہے، یہی وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے سگریٹ نوشی اور اس جیسی دوسری چیزیں حرام قرار پاتی ہیں۔

تمباکو اور سگریٹ ردی، غلیظ اور خبیث ہیں: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مختلف مقامات پر پاکیزہ اور پاک چیزیں کھانے پینے کا حکم دیا ہے جبکہ ناپاک، غلیظ اور گندی چیزوں کے نزدیک جانے سے منع کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''**وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ** ''(سورۃ الاعراف/۱۵۷)(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ان (اہل ایمان) کے لئے پاکیزہ صاف ستھری چیزیں حلال بتاتے ہیں اور خبائث کو حرام کرتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''**يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ**'' (سورۃ المائدۃ/۴) یعنی یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لئے کیا چیز حلال کی گئی ہے ان سے کہہ دیجئے کہ تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔

ہر صاحب شعور انسان فیصلہ کرسکتا ہے کہ تمباکو، سگریٹ، حقہ، گانجہ، چرس، کوکین، افیون اور اس جیسی نشہ آور چیزیں ردی، خبیث اور غلیظ ہے۔ اس کی غلاظت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک سلیم الفطرت انسان ان چیزوں سے گھن محسوس کرتا ہے اور کبھی بھی سگریٹ نوش، بیڑی پینے والے، حقے کا کش لگانے والے، گانجہ پھونکنے والے اور افیون وغیرہ کا استعمال کرنے والے کے قریب جانا پسند نہیں کرتا ہے اور بعض لوگوں نے تمباکو کی غلاظت بیان کرنے کے لئے یہاں تک کہا ہے کہ گدھا جانور جو کہ ہر قسم کے گھاس پھوس کو کھا لیتا ہے لیکن وہ بھی تمباکو کے پودے کو منہ نہیں لگاتا ہے۔

سگریٹ نوشی مضر صحت ہے: سگریٹ سے ہونے

والے جانی و مالی نقصانات واضح ہیں، یہی وجہ ہے کہ ساری انسانیت اس کے خلاف جنگ میں مصروف ہے، یہاں تک کہ سگریٹ بنانے والی کمپنیاں بھی سگریٹ کے پیکٹوں پر ''مضر صحت ہے'' لکھ کر اس سے ہونے والے نقصانات کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں۔سگریٹ نوشی صحت، بدن، عقل، دین اور معاشرہ سبھی کے لئے نقصان دہ ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ شریعت اسلامیہ نے اُن تمام چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو کسی بھی طرح سے انسانی صحت اور انسانی جسم کے لئے ضرر رساں ہوں۔اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ'' (سورۃ النساء/۲۹) یعنی اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ'' (سورۃ البقرۃ/۱۹۵) یعنی اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

نیز ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے پیارے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''لا ضرر ولا ضرار'' یعنی نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ دوسرے کو نقصان پہنچاؤ۔(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر/۱۹۰۹، شیخ البانی نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ومَن قَتَلَ نفسَهُ بشيءٍ في الدُّنيا عُذِّبَ به يومَ القِيامَةِ'' یعنی جو شخص اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کرتا ہے قیامت کے دن اسی چیز سے عذاب دیا جائے گا۔(صحیح بخاری/۶۰۴۷، صحیح مسلم/۱۱۰)

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سگریٹ نوشی، شراب پینا اور تمباکو خوری جیسی نشہ آور اشیاء کا استعمال حرام ہے کیونکہ ان چیزوں کا استعمال اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلنے اور مختلف بیماریوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ تمباکو خوری موت کی سیڑھی ہے اور خودکشی کے مترادف ہے جبکہ شریعت اسلامیہ کی اولین کوشش یہی ہے کہ کسی طرح انسانی جان کی نگہداشت ہو۔ چنانچہ بیڑی، سگریٹ، تمباکو، ہیروئن، کوکین، افیون، گانجہ، چرس اور ان جیسی دیگر چیزوں سے انسانی جان کا زیاں ہوتا ہے اور یہ چیز اتنی واضح ہے کہ ہر خاص و عام اس کی مضرت رسانی سے بخوبی واقف ہے۔

☆**سگریٹ نوشی نشہ کے لئے پہلا زینہ ہے**: تمباکو خوری اور سگریٹ نوشی نشہ کے لئے پہلی سیڑھی ہے۔آپ غور کریں گے تو معلوم چلے گا کہ ہر نشہ کرنے والا شخص پہلے تمباکو خوری اور سگریٹ نوشی کا شکار ہوتا ہے اور پھر نشہ کرنے لگتا ہے۔تمباکو کی بعض قسمیں تو بذات خود نشہ ہیں جن کو عام تمباکو نوش بھی استعمال کرنے سے گھبراتے ہیں۔شریعت کے اصول ''سد الذرائع'' کی بنا پر تمباکو نوشی حرام ہے چاہے وہ ہلکے تمباکو ہوں یا سخت۔

مزید برآں، تمباکو یا سگریٹ استعمال کرنے والا کوئی شخص جب کچھ وقت کے لئے اس کا استعمال چھوڑ دے اور پھر دوبارہ شروع کردے تو وہ اپنے جسم میں فتور، چکر اور ڈھیلا پن محسوس کرتا ہے، اس اعتبار سے تمباکو اور سگریٹ مخدرات اور مفسدات میں سے ہیں اور ایسی کوئی بھی چیز حرام ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وكُلُّ مُسْكِرٍ حَرامٌ، ومَن شَرِبَ الخَمْرَ في الدُّنْيا فَماتَ وهو يُدْمِنُها لَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْها في الآخِرَةِ'' یعنی ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور شے حرام ہے، جس نے دنیا میں شراب پی اور مرگیا، وہ شراب کا رسیا رہا ہو اور توبہ نہ کیا ہو تو وہ قیامت کے دن اسے نہیں پیئے گا۔(صحیح بخاری/۵۵۷۵، صحیح مسلم/۲۰۰۳)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ما أسكرَ كثيرُهُ فقليلُهُ حرامٌ'' یعنی جس چیز کا زیادہ حصہ نشہ پیدا کردے تو اس کا تھوڑا حصہ بھی حرام ہے۔(سنن نسائی/۵۶۰۷، سنن ابن ماجہ/۳۳۹۴، شیخ البانی نے صحیح سنن نسائی میں اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔)

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمباکو خوری اور سگریٹ نوشی حرام ہے کیونکہ یہ جہاں ایک طرف نشہ کرنے کا پہلا زینہ ہے، وہیں دوسری طرف اس کے استعمال سے جسم انسانی پر اضمحلال، فتور، چکر اور ڈھیلا پن کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ نشہ کی ہی دلیل ہوتی ہے۔

☆ **سگریٹ نوشی اسراف و تبذیر اور فضول خرچی کا موجب ہے**: سگریٹ نوشی کے اندر ایک بڑی قباحت یہ پائی جاتی ہے کہ جس انسان کو سگریٹ نوشی کی لت لگ جاتی ہے، وہ ہر وقت سگریٹ حاصل کرنے اور سگریٹ نوشی کے لئے کوشاں رہتا ہے، چنانچہ ایسا شخص سگریٹ کی خرید پر روزانہ اپنی کمائی کا اچھا خاصا حصہ خرچ کرتا ہے۔یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ جب نوعمر لڑکے سگریٹ نوشی کے دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور ان کے پاس آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا، وہ برسر روزگار نہیں ہوتے تو وہ اس خواہش کی تکمیل کے لئے والدین سے جھوٹ بول کر پیسہ حاصل کرتے ہیں اور اپنے نفس کو تسکین دیتے ہیں اور اگر انہیں سگریٹ، تمباکو، کوکین، افیون وغیرہ خریدنے کے لئے پیسے نہیں ملتے تو وہ چوریاں تک کرتے ہیں اور اس طرح اپنی، اپنے گھر خاندان سب کی عزت خاک میں ملاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا، إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا'' (سورۃ الاسراء/۲۶-۲۷) یعنی اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو، بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

خولہ بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ''یعنی کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال کو بے جا اڑاتے ہیں، انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی۔(صحیح بخاری/۳۱۱۸)

آپ غور کریں کہ جائز اور مباح کاموں میں فضول خرچی اور اسراف وتبذیر سے روکا گیا ہے، تو بھلا جو شخص تمباکو، سگریٹ اور دیگر نشہ اشیاء کے لئے فضول خرچی کرے تو اس کا کیا انجام ہوگا۔ کس قدر کم عقلی کی بات ہے کہ انسان اپنی گاڑھی کمائی کے ایک حصہ کو آگ لگادے۔ سگریٹ نوشی کی صورت میں یہی ہوتا ہے کہ انسان زہریلی چیزوں کو خرید کر انہیں آگ لگاتا ہے اور اگر صرف ان چیزوں کو آگ لگاتا تو کسی حد تک برداشت کی جاسکتی تھی لیکن ''زاد مکروہ علی مکروہ'' اور ''کریلا وہ بھی نیم چڑھا'' کے بمصداق وہ اپنی صحت کو بھی داؤ پر لگادیتا ہے اور اپنے جسم کو مختلف بیماریوں کا شکار بنادیتا ہے۔

☆ **سگریٹ کی بو سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے:** سگریٹ کی وجوہ تحریم میں سے ایک اہم وجہ یہ ہے کہ سگریٹ نوشی نہ کرنے والوں کو اس کے دھویں کی بدبو سے اذیت ہوتی ہے اور صرف انسانوں ہی کو نہیں بلکہ اس سے فرشتوں کو بھی اذیت ہوتی ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ جن چیزوں سے انسانوں کو اذیت پہنچتی ہیں وہ فرشتوں کے لئے بھی باعث اذیت ہوتی ہے جبکہ ہم اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ کسی مسلمان کو اذیت پہنچانا قرآن وحدیث کی رو سے حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ''(سورۃ الاحزاب/۵۸) یعنی جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذاء دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو، وہ (بڑے ہی) بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

یہ بات معلوم ہے کہ لہسن اور پیاز کھا کر مسجد میں جانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس کے کھانے سے انسان کے منہ میں تعفن پیدا ہوتا ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس نے اس بدبودار سبزی میں سے کچھ کھایا ہو وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، فرشتے بھی یقیناً اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔(صحیح مسلم/۱۲۵۲)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاز اور لہسن کے بارے میں بتایا ہے کہ ان کی بو سے فرشتے اذیت محسوس کرتے ہیں تو آپ سوچیں کہ سگریٹ، تمباکو، حقہ، بیڑی اور دیگر مفترات کی بو بدبو کا کیا حکم ہوگا جبکہ اس سے سامنے والے شخص کو اذیت ہی نہیں ہوتی بلکہ اس دھویں سے اس کی صحت پر نہایت ہی مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ شخص بلا کسی غلطی کے بھی سگریٹ نوش کی اذیتوں کا شکار ہوتا ہے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ بعض لوگ مسلمانوں کی اذیت کی حرمت کے تعلق سے ایک روایت ذکر کرتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ آذَى مُسْلِمًا فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى الله ''یعنی جس نے کسی مسلمان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ عزوجل کو اذیت پہنچائی۔ اس روایت کو امام طبرانی نے المعجم الصغیر (۱/۱۶۸-۱۶۹) میں ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف جدا ہے کیونکہ اس کی سند میں قاسم عجلی متروک راوی ہے۔ سعید بن محمد بن مغیرہ واسطی مجہول الحال ہے اور موسیٰ بن خلف مختلف فیہ راوی ہے۔ واللہ اعلم

☆ **سگریٹ نوشی فضول کام ہے:** سگریٹ نوشی ایک لایعنی اور فضول کام ہے کیونکہ اس کے استعمال سے انسان کو کوئی فائدہ نہیں حاصل ہوتا بلکہ ہم نے دیکھا کہ یہ بیماریوں کا ذریعہ ہے، مالی نقصان کا باعث ہے اور صحت وبدن کے لئے مضرت کا سبب ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان کو ایسے فضول کام سے دور رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ''(سورۃ المومنون/۳) یعنی جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

مزید فرمایا: ''وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ''(سورۃ الفرقان/۷۲) یعنی اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''من حسنِ إسلامِ المَرءِ تركُه ما لا يعنيه ''یعنی انسان کے اسلام کی بہتری کی دلیل یہ ہے کہ وہ لایعنی اور فضول کاموں کو ترک کردے۔ (سنن ترمذی/۲۳۱۷، سنن ابن ماجہ/۳۹۷۶، شیخ البانی نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

یہ وہ اہم اسباب ہیں جن کی بنیاد پر سگریٹ نوشی حرام قرار پاتا ہے۔ اگر اس عمل کے اندر یہ تمام خرابیاں نہیں پائی جاتیں بلکہ اس کا صحت پر منفی اثر ہی اس کی حرمت کے لئے کافی ہے کیونکہ سگریٹ نوشی کی قباحتوں کو جان کر سگریٹ نوشی کرنے والا انسان خودکشی کرنے والے کے مترادف ہے کیونکہ وہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور اپنے نفس کو خطرناک قسم کی بیماریوں کی آماجگاہ بناتا ہے، اسی طرح ایک سگریٹ نوش انسان اپنے اردگرد کے ماحول کو ہمیشہ متعفن رکھتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس سے قریب ہونا پسند نہیں کرتے ہیں اور عموماً باپ کو دیکھ کر بیٹا اور بیٹا کو دیکھ کر پوتا اس کے شکار ہو جاتے ہیں، چنانچہ ضرورت اس بات سے ہے کہ اس سے غلیظ اور خبیث عمل سے توبہ کیا جائے اور آنے والی نسلوں کو اس کی مضرت رسانیوں سے محفوظ رکھا جائے۔

سگریٹ نوشی اور تمباکو خوری کو بہت سے لوگ مکروہ قرار دیتے ہیں جو کہ سراسر غلط ہے کیونکہ یہ لوگ یا تو تمباکو کے نقصانات کو نہیں جانتے یا پھر شرعی دلائل پر پوری توجہ سے غور نہیں کرتے یا وہ پھر علم کی دولت سے تہی داماں ہیں۔

اگر بفرض محال ہم سگریٹ نوشی کو مکروہ تسلیم بھی کر لیتے ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مکروہ عمل کو انجام دینا کون سا مستحسن عمل ہے اور کیا مکروہ عمل تسلسل کے ساتھ انجام دیئے جانے سے حرام نہیں بن جاتا ہے اور مکروہ عمل کو ہم برا نہ جانیں اور اس کو ہلکا سمجھتے ہوئے اس کو ترک کرنے میں سستی کا مظاہرہ کریں تو کیا اس صورت میں مکروہ عمل حرام نہیں بن جاتا ہے۔

ان حقائق پر غور کرنے کا مقام ہے، ایسا نہ ہو کہ سگریٹ نوشی اور تمباکو خوری جیسے خبائث کو ہم مکروہ کہہ کر نسلِ نو کو اس کا شکار بناتے رہیں اور پھر ان کا وبال بھی ہمارے سر ہو۔

☆ **سگریٹ کی خرید فروخت حرام ہے اور اس کی تجارت سے حاصل شدہ مال**: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ''(سورۃ المائدۃ ۲/۲) یعنی نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ ظلم زیادتی میں مدد نہ کرو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لعن الله اليهود، حرمت عليهم الشحوم فباعوها وأكلوا أثمانها، وإن الله عز وجل إذا حرم أكل شيء حرم ثمنه'' یعنی یہود پر اللہ کی لعنت ہو، ان پر چربی حرام کیا گیا تو انہوں نے اسے بیچ کر اس کی قیمت کھالی۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو کھانا حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیتا ہے۔(سنن ابوداود/۳۴۸۸، شیخ البانی نے صحیح الجامع /۵۱۰۷ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

سابقہ نصوص سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سگریٹ نوشی اور اس جیسی دوسری نشہ آور چیزوں کی تجارت حرام ہے کیونکہ ان چیزوں کا استعمال حرام ہے اور جب ان چیزوں کا استعمال حرام ہوا تو بھلا ان کی تجارت کیوں کر درست ہو سکتی ہے؟

منشیات کی تجارت سے حاصل ہونے والا مال بھی حرام ہے کیونکہ یہ اکل المال بالباطل ہے اور یہ حرام ہے، چنانچہ اگر کوئی مسلمان کرانہ دوکان کا مالک ہے، روزمرہ کی چیزیں بیچتا ہے تو اسے منشیات بیڑی، سگریٹ، شراب، تمباکو، گٹکھا وغیرہ کو اپنے دوکان میں نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ شرعی دلائل کی رو سے ان چیزوں کی تجارت حرام قرار پاتی ہے اور ظاہر سی بات ہے جب کسی چیز کی تجارت حرام قرار پاتی ہے تو اس تجارت سے حاصل ہونی والی قیمت بھی حرام ہوگی۔

سگریٹ نوشی کی روک تھام: اگر ہم سگریٹ نوشی جیسے عفریت پر قابو پانا چاہتے ہیں تو ہمیں انفرادی، معاشرتی اور حکومتی تمام سطحوں پر کوششیں کرنی ہوں گی۔ ہم ایک گارجین ہونے کی حیثیت سے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کریں کہ وہ اس طرح کے فالتو اور لایعنی کاموں سے دور رہیں۔ ہم اپنے نونہالان پر نظر رکھیں کہ وہ کن کے ساتھ اٹھتا اور کن کے ساتھ بیٹھتا ہے کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ موجودہ زمانے میں ہمارے بچے خراب صحبت میں پڑ کر اس طرح کی برائیوں کے شکار ہو رہے ہیں اور سچ ہے کہ ''صحبت صالح ترا صالح کند، وصحبت طالح ترا طالح کند''۔

اسی طرح ہم جس معاشرہ میں رہتے ہیں، اس معاشرہ کو اس وبا سے پاک صاف کرنے کے لئے تمام ممکنہ کوششیں کرنی چاہئے تاکہ اس برائی کا سدباب کیا جاسکے، نسل نو کو اس عفریت سے بچایا جاسکے اور اپنے سماج سے اس برائی کا خاتمہ کیا جاسکے اور منشیات و مخدرات سے عاری سماج کی تشکیل دی جاسکے کیونکہ سگریٹ نوشی، تمباکو خوری اور دیگر نشہ آور چیزوں کے استعمال سے نسل نو مختلف بیماریوں کی شکار اور اپنے فرائض منصبی سے کوسوں دور ہوتی چلی جارہی ہے۔

حکومتی سطح پر بہت ساری کوششیں دکھائی دیتی ہیں، چنانچہ ہر سال ملک کا بجٹ پیش کرنے کے دوران سگریٹوں، تمباکو مصنوعات، شراب وغیرہ پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں، سگریٹ پیکٹوں اور تمباکو پیکٹوں پر انتباہی وارننگ ہوتی ہے۔ یہی نہیں، عوامی مقامات پر تمباکو نوشی باقاعدہ ایک جرم ہے۔ قانون میں اس کی خلاف ورزی پر سزائیں اور جرمانے بھی تجویز کئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی عوامی مقام پر یا پبلک ٹرانسپورٹ میں اس کی خلاف ورزی کرے تو پولیس اس کو وہاں سے نکال باہر کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔ اسی طرح کھلے عام سگریٹ کی فروخت بھی ممنوع ہے۔ اسکول یا ہسپتال کے تقریباً پچاس میٹر حدود میں اس کے استعمال پر پابندی عائد ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم وطن عزیز کے تعلق سے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں، ایک بہتر شہری بنیں، وطن عزیز کے قوانین کی پاسداری کریں اور تمباکو خوری، سگریٹ نوشی اور شراب جیسی منشیات سے اپنے آپ کو دور رکھیں اور اپنے گردوپیش موجود لوگوں کو بھی سگریٹ نوشی جیسی وبا سے دور رکھنے کی کوششیں کیا کریں تاکہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا ہو سکے اور ایک سچا پکا ہندوستانی ہونے کی ذمہ داری بھی۔

نیز حکومت کو بھی چاہئے کہ قوانین کے نفاذ میں سنجیدگی کا مظاہرہ دکھائے کیونکہ قوانین بنا دینا کافی نہیں ہے بلکہ قوانین پر عمل درآمد کرالینا اصل کامیابی ہے اور یہ بات معروف ہے: ''ان الله يزع بالسلطان مالا يزع بالقرآن'' یعنی اللہ جل شانہ حاکم وقت کے ہاتھوں بعض ایسے جرائم کا سدباب فرما دیتا ہے جن کے سدباب میں قرآن پاک موثر نہیں ہوتا ہے۔(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی ۵/۱۷۲)

سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمباکو نوشی سے ہونے والی اموات کو اور اس کی دیگر اقسام کی ہلاکت خیزیوں سے نہ صرف خود بچا جاسکتا ہے بلکہ دوسرے انسانوں کو بھی بچایا جاسکتا ہے۔ یہ ممکن ہے اگر اس کی روک تھام میں ہم اپنا فرض ادا کریں، اپنی ذمہ داریوں اور اس کے نقصانات کو پہچانیں اور اس کے ساتھ ساتھ قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی اس کے پھیلاؤ کو روکنے میں اپنا فعال کردار ادا کریں۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

مولانا ابوالکلام آزادؒ

رسول اللہ ﷺ نہایت نرم مزاج اور خوش اخلاق تھے۔ چہرۂ مبارکہ پر اس قسم کی کیفیت چھائی رہتی تھی جس سے دیکھنے والے پر لطف وشفقت کا اثر پڑتا۔ گفتگو وقار ومتانت سے فرماتے، ایک ایک جملہ ٹھہر ٹھہر کر بولتے۔ ہر ایک کو نرمی سے سمجھاتے۔ کبھی کسی کی دل شکنی گوارانہ فرمائی۔ آپ سوار ہوتے اور راستے میں کوئی صحابی مل جاتا تو اسے سوار کرادیتے اور خود اتر آتے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں بچپن میں انصار کے نخلستان میں چلا جاتا تو ڈھیلے مار مار کر کھجوریں گراتا۔ لوگ مجھے پکڑ کر خدمت اقدس میں لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ زمین پر ٹپکی ہوئی کھجوریں کھالیا کرو، ڈھیلے نہ مارا کرو، پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

ایک مرتبہ حالت قحط میں ایک صاحب نے باغ سے کھجور کے خوشے توڑ کر کھائے اور کچھ دامن میں رکھ لیے۔ باغ کے مالک نے اسے مارا اور کپڑے اتروالیے۔ پھر شکایت لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا۔ کھجوریں توڑنے والا بھی ساتھ تھا۔ آپ نے مالک باغ سے کہا۔ یہ جاہل تھا، اسے تعلیم دینی چاہیے تھی۔ بھوکا تھا، کھانا کھلانا چاہیے تھا۔ یہ فرما کر کپڑے واپس دلائے اور اسے ساٹھ صاع غلہ اپنے پاس سے دیا جو ہمارے حساب سے تین من تیرہ سیر اور دو چھٹانک ہوتا ہے۔

مجلس نبویؐ میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہتی تو نئے آنے والے کے لیے ردائے مبارک بچھا دیتے تھے۔ سلام میں پیش دستی فرماتے۔ راستہ چلتے تو مرد، عورت، بچہ جو سامنے آتا اسے سلام کرتے۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی غیر مناسب لفظ نہ آیا۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ جب کسی پر عتاب کرتے تو فرماتے: مالہ ترب جبینہ (بخاری کتاب الادب) اسے کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ محاورے میں اس فقرے کا استعمال ہلکے زجر کے رنگ میں ہوتا ہے۔

بچوں پر شفقت: حضور ﷺ بچوں پر بہت شفقت فرماتے۔ آپ سفر سے تشریف لاتے اور لوگ استقبال کے لیے نکلتے تو بچے بھی ساتھ ہوتے اور وہ معمول کے مطابق دوڑ کر ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے۔ جو پہلے پہنچتے انھیں آپ ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔ راستے میں مل جاتے تو انھیں خود سلام کرتے اور ان سے بھی شفقت کا یہی برتاؤ ہوتا۔ ایک مرتبہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی۔ اس کی دو بچیاں بھی ساتھ تھیں۔ اتفاق سے حضرت عائشہؓ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور پڑی تھی وہ اس عورت کو نذر کردی۔ اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بچیوں کو دے دیا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو فرمایا جس کے دل میں خدا اولاد کی محبت ڈالے اور وہ اس محبت کا حق ادا کرے تو دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

یہ شفقت مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی۔ ایک دفعہ کسی غزوے میں چند بچے بھی بے ارادہ وعلم مارے گئے، آپ کو اطلاع ملی تو بڑا رنج ہوا۔ کسی کی زبان سے نکلا یا رسول اللہ وہ مشرکین کے بچے تھے۔ فرمایا: مشرکین کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔ ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔ جابرؓ بن سمرہ صحابی اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پھر آپ کے ساتھ ہولیا۔ سامنے سے چند اور بچے آگئے۔ آپ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

غلاموں پر شفقت: اوپر گزر چکا ہے، ابوذرؓ غفاری سے آپ نے فرمایا تھا: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، جو خود کھاؤ، انھیں کھلاؤ، جو خود پہنو، انھیں پہناؤ، چنانچہ اس کے بعد سے ابوذرؓ نے اپنے غلام کو ہمیشہ کھانے پہننے وغیرہ میں اپنے برابر رکھا۔ غلاموں کے لیے لفظ غلام بھی گوارانہ تھا۔ آپ نے فرمایا: انھیں غلام یا لونڈی کہہ کر نہ پکارا کرو۔ ''میرا بچہ''، ''میری بچی'' کہا کرو۔ آپ کے پاس جو غلام آتا، اسے آزاد کردیتے۔ لیکن وہ لوگ آزاد ہو کر بھی آپ کو شفقت کی زنجیر میں جکڑے رہتے۔ زیدؓ بن حارثہ کا واقعہ محتاج تفصیل نہیں۔ ان کے والد اور چچا لینے کے لیے آئے اور ہر قیمت ادا کرنے کے لیے آمادہ تھے۔ آپ پہلے ہی زیدؓ کو آزاد کر چکے تھے۔ جانے نہ جانے کا معاملہ زیدؓ ہی پر چھوڑ دیا انھوں نے جانے سے انکار کردیا اور آپ کے آستانہ رحمت کو والدین اور دوسرے خونی اقربا کے ظل عاطفت پر ترجیح دی۔ محبت وشفقت کے اس اعجاز کا صحیح اندازہ کون کرسکتا ہے، جس کے سامنے قریب ترین خونی رشتے بھی بے حقیقت رہ گئے تھے؟ زیدؓ کے بیٹے اسامہؓ سے آپ کو جتنی محبت تھی، وہ اسی سے ظاہر ہے کہ بعض نہایت اہم معاملات میں اسامہؓ ہی کو آپ کی بارگاہ میں سفارشی بنایا جاتا تھا اور فتح مکہ میں داخلے کے وقت اسامہؓ حضور ﷺ کے ردیف تھے۔ ایک صحابی اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ پیچھے سے آواز آئی کہ خدا کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔ صحابی نے مڑ کر دیکھا تو خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسے لوجہ اللہ آزاد کردیا۔ فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تمہیں چھو لیتی۔

سب سے آخری وصایا میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ غلاموں اور لونڈیوں کے معاملے میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ غلاموں کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں؟ آپ خاموش رہے۔ جب تیسری مرتبہ یہی گزارش کی تو فرمایا: ہر روز ستر مرتبہ۔

☆☆

قبر میں میت (مردے) سے کتنے سوال کئے جائیں گے؟

محمد مصطفی کعبی ازہری

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف المرسلين محمد وعلى آله وصحبه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين.

جب ابن آدم مرجاتا اور اس کی روح نکل جاتی اور اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہ اس وقت آخرت کے سب سے پہلے مرحلے میں ہوتا ہے کیونکہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اور قبر کے متعلق حضرت ہانی مولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ كان عثمان بن عفان، اذا وقف على قبر يبكي حتى يبل لحيته، فقيل له: تذكر الجنة، والنار ولا تبكي، وتبكي من هذا؟ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان القبر أول منازل الآخرة، فان نجا منه فما بعده أيسر منه، وان لم ينج منه فما بعده أشد منه قال: وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رأيت منظرا قط الا والقبر أفظع منه

ترجمہ: عثمان بن عفانؓ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ان کی داڑھی بھیگ جاتی تو انہیں کہا جاتا آپ جنت اور جہنم کے ذکر سے نہیں روتے اور اس سے روتے ہیں؟ تو وہ فرماتے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: ''قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے جو اس سے نجات پا گیا اس کے لئے باقی منازل آسان ہیں اور اگر اس سے نہ بچ سکا تو اس کے بعد والی اس سے بھی سخت ہیں'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ: ''میں نے کوئی منظر نہیں دیکھا مگر قبر اس سے بھی زیادہ خطرناک اور گھبراہٹ میں ڈالنے والی ہے''۔

(اسنادہ صحیح: رواہ الترمذی فی سننہ: 2308، وابن ماجہ فی سننہ: 4567، والامام احمد فی المسند: 454، وصححہ الشیخ احمد شاکر، وحسّنہ الالبانی فی صحیح الجامع: 1684)

اور قبر میں میت (مردے) سے فرشتے کی جانب سے چار سوالات کئے جاتے ہیں جو اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں اور قبر میں فرشتے کی جانب سے کئے جانے والے سوالات مندرجہ ذیل ہیں:

عن البراء بن عازب قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في جنازة رجل من الأنصار، فأنتهينا الى القبر ولما يلحد...

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ويأتيه ملكان، فيجلسانه فيقولان له:

1-سوال: من ربک؟

1 جواب: فيقول: ربى الله

2-سوال: فيقولان له: مادينک؟

2-جواب: فيقول: ديني الاسلام

3- سوال: فيقولان له: ما هذا الرجل الذى بعث فيكم؟

3-جواب: قال: فيقول: هو رسول الله صلى الله على وسلم

4-سوال: فيقولان: وما يدريک؟

4 جواب: فيقول: قرأت كتاب الله فأمنت به وصدقت

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے۔ ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی، تو رسول اللہ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " پھر (قبر میں) مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس میت کو اٹھا کر بٹھاتے ہیں، دونوں اس سے پوچھتے ہیں:

1-سوال: فرشتے سوال کرتے ہیں تمہارا رب (معبود) کون ہے؟.

1 جواب: وہ کہتا (جواب دیتا) ہے: "میرا رب (معبود) اللہ ہے".

2-سوال: پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: "تمہارا دین کیا ہے"؟

2-جواب: وہ کہتا (جواب دیتا) ہے: "میرا دین اسلام ہے".

3-سوال: پھر پوچھتے ہیں: "یہ آدمی کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا"؟.

3-جواب: وہ کہتا (جواب دیتا) ہے: "وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

4-سوال: پھر وہ دونوں فرشتے اس مردے سے سوال کرتے ہیں: " تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا"؟.

4-جواب: وہ کہتا (جواب دیتا) ہے: " میں نے اللہ کی کتاب پڑھی ہے، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی".

(اسنادہ صحیح: رواہ ابو داود فی سننہ: 3212 و 4753، والنسائی فی سننہ: 2001، وابن ماجہ فی سننہ: 1549، والامام احمد فی مسندہ: 18575، والحاکم فی

المستدرک:107، والصحیح المسند :250، وصححہ الامام البیہقی فی شعب الایمان:395، والشیخ شعیب الارنؤوط فی تخریج سیر اعلام النبلاء : 18 / 243 ، ومسند ہ احمد : 18575، والامام الالبانی فی صحیح الترغیب:3558، وحسنہ الامام زبیر علی زئی فی تحقیق سنن ابی داود: 4 / 602، ومشکاۃ المصابیح: 131و1630، وابن حجر العسقلانی فی تخریج مشکاۃ المصابیح:1 / 116 حسن کما قال فی المقدمۃ)

فقہ الحدیث: عذاب قبراور ثواب قبر دونوں برحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے۔

قبر میں اخروی و برزخی طور پر سوال و جواب کے وقت اعادہ روح برحق ہے اور یہ قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے۔قرآن جس کا اعادہ روح کی نفی کرتا ہے وہ دنیاوی اعادہ ہے اور حدیث جس کا اثبات کرتی ہے اس سے مراد برزخی اعادہ ہے۔ دیکھئے: [شرح عقیدہ طحاویہ ص399، المکتب الاسلامی طبع ثانی 1984]

شیخ ابن ابی العز الحنفی فرماتے ہیں:''وذھب الی موجب ھذا الحدیث جمیع اھل السنۃ والحدیث ''. ترجمہ:''تمام اہلِ سنت: اہلِ حدیث اس حدیث (یعنی حدیث براء رضی اللہ عنہ) کے قائل ہیں۔'' [شرح عقیدۃ طحاویہ ص398]

تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔نجات صرف اسی میں ہے کہ آدمی قرآن وحدیث اور اجماع پر سلف وصالحین کے فہم کی روشنی میں عمل کرے اسی منہج پر عقیدے کی بنیاد رکھے اور ساری زندگی تحقیق وعمل میں گزار دے۔

عذاب قبر اسی دنیاوی قبر میں ہوتا ہے جسے زمین پر ارد گرد کے جانور سنتے ہیں۔

اس راویت میں جو آیا ہے کہ ''پھر وہ اسے ہتھوڑے کی ایک ضرب مارتا ہے جسے انسانوں اور جنوں کے سوا مشرق ومغرب کی ہر چیز سنتی ہے، پھر وہ مٹی بن جاتا ہے، پھر اس میں روح لوٹائی جاتی ہے'' اس خاص متن میں اعمش کے سماع کی تصریح نہیں ملی، لہٰذا یہ متن مشکوک ہے اور ساری حدیث حسن ہے۔

[اضواء المصابیح فی تحقیق مشکاۃ المصابیح:131]

خلاصۂ کلام: معلوم ہوا کہ قبر میں فرشتے کی جانب سے میت (مردے) کو چار سوالات کئے جاتے ہیں جس میں پہلا سوال: تیرا رب کون ہے؟، دوسرا سوال: تیرا دین کیا ہے؟، تیسرا سوال: یہ آدمی کون ہے جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟، چوتھا سوال: تمہیں کیسے معلوم ہوا یعنی تجھے کیسے علم ہوا؟۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو قرآن مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 9 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

الحاج وکیل پرویز، ایم۔اے، بی۔ایڈ
ناظم مالیات، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(پانچویں قسط)

آلودگی

کسی شئے میں اتنی تبدیلی کردی جائے یا واقع ہوجائے کہ اس کی پاکیزگی قائم نہ رہے اور خاصیت میں تبدیلی ہوجائے۔ اس عمل کو آلودگی Pollution کہاجاتا ہے۔ اثر انداز ہونے والی شے کو آلودہ Poluted اور آلودگی پیدا کرنے والی شے کو آلائندہ Pollutant کہاجاتا ہے۔

آج ساری دنیا میں یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ ہم اپنے ماحول کو اس زمین پر بڑھتی ہوئی آلودگی سے کس طرح محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ جس سے دن بہ دن انسانی زندگی متاثر ہورہی ہے۔ نت نئے امراض پیدا ہورہے ہیں جن کے علاج دریافت ہونے تک کئی جانیں اس کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔ تمام تر کوششوں کے باوجود آلودگی بڑھنے کے سوا گھٹنے کا نام نہیں لیتی۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اس محاذ پر ناکام نظر آتے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلویژن، اخبارات ورسائل، اشتہارات، میڈیا اور کتابوں کے ذریعے اس سلسلہ میں بیداری پیدا کرنے کا کام اعلیٰ پیمانے پر کیا جارہا ہے۔ پھر بھی کامیابی کے آثار نظر نہیں آتے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم روز بروز مشینوں کے محتاج ہوتے جارہے ہیں۔ خود کام کرنے کے بجائے مشینوں کا استعمال عام ہو چکا ہے اور مشینیں ہماری زندگی کی اہم ضرورت بنتی جارہی ہیں۔

کسی زمانے میں لوگ قافلوں کی شکل میں پیدل سفر کیا کرتے تھے۔ جانوروں کی سواری کا استعمال کیا جاتا تھا۔ بعد میں سائیکل کی ایجاد ہوئی تو لوگوں نے جانور کی سواری چھوڑ دی اور آہستہ آہستہ سائیکل کا استعمال عام ہوگیا۔ پیدل یا جانوروں کی سواری یا سائیکل کے ذریعے سفر کے دوران جو گردوغبار زمین سے اٹھتے تھے وہ کچھ اوپر جاکر پھر زمین کی طرف لوٹ جاتے تھے۔ جو کچھ رہ جاتے وہ رات کے وقت زمین سے اٹھنے والے بخارات کی وجہ سے سرد ہوکر زمین میں مل جاتے تھے۔ اس طرح یہ عارضی آلودگی قدرتی وسائل کے ذریعے ختم ہوجایا کرتی تھی۔ سمندری سفر کے لئے بادبانی کشتیاں اور ندیوں کے لئے ہلکی پھلکی کشتیاں استعمال کی جاتی تھیں۔ جنہیں چپو کے ذریعے چلایا جاتا تھا۔ ہوا پر اڑنے کا خیال کسی کے ذہن میں نہیں تھا۔

جب تک لاؤڈاسپیکر کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت تک نگارخانوں میں ڈھول بجوائے جاتے تھے۔ شاہی اعلانات کے لئے ڈونڈی پٹوائی جاتی تھی۔ ڈونڈی ایک قسم کا طبلہ ہوتا تھا۔ جسے حکومت کے لوگ چوراہے پر زور زور سے بجاتے اور لوگوں کو جمع کرتے۔ لوگ جمع ہوجاتے تو شاہی اعلان پڑھ کر سنایا جاتا۔ چھوٹی چھوٹی مجلسیں منعقد ہوتیں جس میں لوگ تقریر، وعظ ونصیحت کرتے۔ مجمع بڑا ہوتا اور مقرر کی آواز دور تک نہیں پہنچ سکتی تھی تو چند لوگوں کو بیچ بیچ میں اس طرح کھڑا کیا جاتا جس طرح نماز میں مکبر کھڑے کئے جاتے ہیں۔ وہ مقرر کی آواز سن کر دہراتے۔ اس طرح سارے مجمع تک آواز پہنچ جاتی۔ بعض جگہ اعلان کے لئے بھونپو کا استعمال کیا جاتا۔ بھونپو ایک گول مخروطی شکل کا خول ہوتا ہے جس طرح آج بڑے بڑے ہارن ہوتے ہیں۔ اعلان کرنے والا پچھلے تنگ سوراخ سے اعلان کرتا۔ وہ آواز دوسرے سے زور دار سنائی دیتی ہے۔ لاؤڈاسپیکر کی ایجاد نے انسان کو اس تکلیف سے بچالیا۔ اس کے ذریعے آواز دور تک پہنچائی جاسکتی ہے۔ لیکن اس سے صوتی آلودگی کا مسئلہ پیدا ہوگیا۔ کیوں کہ جہاں چند لوگ ہیں اور لاؤڈاسپیکر کی ضرورت نہیں وہاں بھی اس کا استعمال عام ہوگیا ہے۔ شادی بیاہ کی تقریبات میں زور زور سے بجانے کا رواج دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے۔

پٹرول کی ایجاد نے انسانی زندگی میں انقلاب پیدا کردیا ہے۔ انسان تیز رفتار سواریوں سے کم وقت میں زیادہ سفر کرنے لگا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وقت کی بچت کے ساتھ سفر کی پریشانیوں میں بھی کمی ہوگئی۔ اس کے بعد ڈیزل کی ایجاد نے اسے اور بھی عام کردیا۔ یہی ایندھن کسی زمانے میں فائدے مند اور بے ضرر مانے جاتے تھے لیکن آج انہی ایندھنوں کی وجہ سے ہوائی آلودگی میں سب سے زیادہ اضافہ ہورہا ہے۔ زمین کے سینہ پر دوڑنے والی تمام گاڑیاں جن میں دوپہیہ، سہ پہیہ، موٹر سے لے کر چہار پہیہ والی گاڑیاں ٹرک، بسیں، ٹریکٹر، کاریں اور کثیر پہیہ والی گاڑیاں شامل ہیں، میں سب سے زیادہ انہیں ایندھنوں کا استعمال کیا جارہا ہے۔ سمندری راستہ طے کرنے کے لئے پن ڈبی، اسٹیمر اور بڑے جہازوں میں بھی انہی ایندھنوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہوائی جہاز میں اعلیٰ قسم کا پٹرول استعمال کیا جاتا ہے۔

گھروں میں پکانے کے لئے لکڑی اور کوئلہ کا استعمال ہوتا تھا۔ بڑے بڑے ہوٹلوں اور دیہاتوں میں پتھر کا کوئلہ استعمال کیا جاتا تھا۔ لکڑی اور کوئلہ کے جلنے سے جو گیس خارج ہوتیں وہ ماحول کو آلودہ کرنے کے لئے کافی تھیں۔ رسوئی گیس کی ایجاد نے اس سے چھٹکارا دیا اور لکڑی اور کوئلہ کے جلنے سے جو گیسیں پیدا ہوتی تھیں ان کی مقدار میں کمی آگئی۔ صرف دیہاتوں اور ایسے علاقوں میں جہاں کے لوگ بہت غریب ہیں لکڑی اور کوئلہ اب بھی ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے شہروں میں شادی بیاہ کے موقعوں اور دوسری تقریبات میں لکڑی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ عام طور پر رسوئی گیس ہماری ضرورت بن چکی ہے۔

ریلوے لوکوموٹیو انجن میں اعلیٰ قسم کا پتھر کا کوئلہ استعمال کیا جاتا تھا جو پانی کو بھاپ میں تبدیل کرکے انجن کو حرکت میں لانے کا کام کرتا تھا۔اسے اسٹیم انجن بھی کہا جاتا تھا۔انجن کی ایک طرف سے بھاپ اور اوپر سے گہرا دھواں نکلتا تھا۔اس کے بعد ڈیزل انجن ایجاد ہوا لیکن اس کی وجہ سے آلودگی میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔کیوں کہ ڈیزل سے بھی گہرا سیاہ دھواں خارج ہوتا ہے۔بعد میں الیکٹرک انجن بنائے گئے جو ڈیزل سے زیادہ طاقت ور اور آلودگی کے معاملہ میں کم نقصان دہ ثابت ہوئے۔

کاشتکاری وسائل میں بھی بڑا انقلاب آچکا ہے۔کسی زمانہ میں زراعت کے لئے قدرتی کھاد اور آب پاشی کے لئے بارش کے پانی کا استعمال کیا جاتا تھا۔بارش کی کی کمی کی وجہ سے کنواں سے پانی حاصل کرکے اس کی تلافی کی جاتی تھی۔آبادی میں زبردست اضافے کی وجہ سے یہ وسائل مزید کاشتکاری کے لئے ناکافی ہوگئے۔اس لئے زیادہ کاشت حاصل کرنے کے لئے مصنوعی کھاد جو کسی دھات کا فاسفیٹ ہوتا ہے، کا استعمال کیا جانے لگا۔پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے قریب پاس کے ندی یا چشموں سے پمپ کے ذریعے پانی حاصل کیا جانے لگا۔نتیجہ یہ ہوا کہ دن بہ دن پانی کی قلت ایک نیا مسئلہ بن کر سامنے آگیا۔کھیتوں میں جراثیم کش دواؤں کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے جس سے زمینی آلودگی میں جراثیم کش دواؤں کا استعمال عام ہوتا جارہا ہے جس سے زمینی آلودگی میں زبردست اضافے کے ساتھ انسانی زندگی بھی متاثر ہورہی ہے اور لوگ نت نئے امراض میں مبتلا ہورہے ہیں۔

سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اتنی سہولتیں ہونے کے بعد اور روز بروز سائنس کی ایجادات سے ہماری زندگی آسان تر ہوتی جارہی ہے۔لیکن آلودگی کا مسئلہ دن بہ دن بڑھتا جارہا ہے۔ہم نے ابھی تصویر کا ایک ہی رخ دیکھا ہے۔اس کا دوسرا رخ اس سے بالکل مختلف ہے۔جہاں ہم اپنی زندگی کو آسان بناتے جارہے ہیں۔اس پر بھی غور کریں کہ اس کے پیچھے کون سی چیزیں ہیں جو ہمارے ماحول کو آلودہ کرنے میں مدد کررہی ہیں۔ایک طرف جہاں الکٹرک کی ایجاد نے ایندھن کے جلنے سے پیدا ہونے والے دھنویں کو ختم کردیا ہے لیکن اسی الکٹرک کو پیدا کرنے کے لئے انہی ایندھنوں اور پانی کا استعمال کیا جاتا ہے، جس سے نہ صرف ہوائی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ پانی کی آلودگی ہمارے لئے ایک نیا تحفہ ہے۔

انسانی آبادی روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔یہ صرف ایک یا دو ممالک کا نہیں بلکہ ساری دنیا کا مسئلہ ہے۔لاکھ کوشش کرنے، سخت سے سخت قوانین بنانے کے بعد بھی آبادی پر کنٹرول کرنا انسان کے بس کی بات نہیں لگتی۔آبادی میں اضافہ کے بعد ضروریات زندگی میں بھی اضافہ لازمی ہے۔اس لئے ساری دنیا ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔جگہ جگہ پاور اسٹیشن، فیکٹریوں، ملوں، میٹروکیمکل پروجیکٹ، اور دباغ خانوں میں اضافہ ہورہا ہے۔ان میں استعمال ہونے والے ایندھن سے جو گیسیں خارج ہورہی ہیں وہ ہماری فضا کو آلودہ کررہی ہیں۔

آج بڑے شہروں میں جگہ جگہ ٹریفک کنٹرول کے لئے ٹریفک سگنل لگائے گئے ہیں جس کی وجہ سے ہر گاڑی کو کم از کم اوسطا ایک منٹ رک کر سگنل کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ہمیں احساس نہیں ہوتا کہ اس ایک منٹ میں کتنا ایندھن جلتا ہے اور کتنا دھواں خارج ہوکر ہوا میں ہوا کو آلودہ کرتا ہے۔

قدرت نے جہاں انسانی ضروریات کی تکمیل کے لئے وسائل پیدا کئے ہیں وہیں ایسے ماحول بھی پیدا کئے ہیں جن سے بڑھتی ہوئی آلودگی خود بخود کم ہوجاتی ہے۔درختوں اور میدانوں کا وجود آلودگی کو کم کرنے کے بہترین ذرائع ہیں۔درختوں سے چوبیس گھنٹے ان کی پتیوں کے دہن خانوں کے ذریعے پانی بخارات کی شکل میں ہوا میں ملتے رہتے ہیں۔اس طرح جنگلوں سے ہزاروں ٹن پانی بخارات کی شکل میں خارج ہوکر فضا میں ملتے رہتے ہیں۔اس سے پانی میں حل ہونے والی گیسوں کی مقدار کم ہوجاتی ہے۔بڑے میدان رات کے وقت سرد ہوجاتے ہیں۔زمین سے نکلنے والے آبی بخارات ہوا کی آلودگی میں کمی کا سبب ہیں۔اسی طرح باغوں میں جب یہی بخارات سرد ہوکر قطروں کی شکل میں پھولوں اور پتیوں پر جمع ہوتے ہیں تو ہم انھیں شبنم کا نام دیتے ہیں۔

آج قدرت کی بخشی ہوئی نعمتوں میں زبردست کمی ہورہی ہے جس کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔انسانی آبادی میں اضافہ کے سبب بڑے بڑے میدان آبادیوں میں تبدیل ہورہے ہیں۔بستیاں جنگلوں میں بڑھتی جارہی ہیں جس کی وجہ سے بے شمار درخت کاٹے جارہے ہیں۔عمارتی اور جلاؤ لکڑیوں کے لئے جنگل کے جنگل صاف کئے جارہے ہیں۔شہر کے اطراف کاشت کی زمین کو بڑی بڑی فیکٹریوں کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔یہی اسباب ہیں کہ قدرت کی دی ہوئی نعمتوں کو بڑی تیز رفتار سے ختم کیا جارہا ہے۔جو فضائی آلودگی کو روکنے میں مددگار رہتے۔

ہم یہ بھی بھول رہے ہیں کہ ہمارے جسم سے سانس کے ذریعے ہر پل کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج ہورہی ہے۔اس طرح ہوا کی آکسیجن ہر پل کاربن ڈائی آکسائیڈ میں تبدیل ہورہی ہیں۔جس کا ہمیں احساس تک نہیں۔یہی درخت جو اپنے پتوں کے ذریعے آبی بخارات خارج کرتے ہیں۔دن کے وقت سورج کی روشنی میں آکسیجن خارج کرتے ہیں۔آبادی میں اضافہ کے ساتھ درختوں کا بھی اضافہ ہونا چاہیے تھا تاکہ توازن برقرار رہے لیکن درختوں کی تعداد میں دن بہ دن کمی ہوتی جارہی ہے۔تو یہ توازن کیسے برقرار رہ سکتا ہے۔

آلودگی کا روز بروز اضافہ ہماری روزمرہ زندگی پر اثر انداز ہورہا ہے۔ہر شخص کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا نظر آتا ہے۔پھیپھڑوں کی بیماری کھانسی، دمہ عام بات ہوگئی ہے۔یہ گیسیں جب اوپر اٹھتی ہیں تو اس زمین کے اطراف اوزونی غلاف میں داخل

ہوکر اس میں دراڑ پیدا کررہی ہیں۔ اوزونی غلاف سورج سے آنے والی کئی مضرشعاعوں کو داخل ہونے سے روکتا ہے لیکن اس میں دراڑ ہونے کی وجہ سے وہ گیسیں فضا میں بے روک ٹوک داخل ہورہی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نت نئی بیماریوں کے شکار ہورہے ہیں جن کے علاج دریافت ہونے تک سینکڑوں انسان موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ اگر ہم نے اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور نہیں کیا تو اس کے اور بھی برے نتائج ہمیں بھگتنے پڑیں گے۔

آلودگی کا نتیجہ قدرتی ماحول کا بتدریج زوال ہونا ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں قدرتی آفات اور انسانی تصرفات شامل ہیں۔ قدرتی آفات میں جنگلاتی آگ، آتش فشانی دھماکہ، طوفان، زلزلہ، قحط سالی، سیلاب وطغیان وغیرہ اہم رول ادا کررہے ہیں۔ اسی طرح انسانی تصرفات بھی ماحول کے زوال کی بہت بڑی وجہ ہیں۔ مثلاً

۱۔ آبادی میں اضافہ:

انسانی آبادی میں اضافہ کی وجہ سے ضروریات زندگی اور مصنوعی اشیا کے استعمال میں اضافہ لازمی امر ہے۔

۲۔ ہجرت:

قحط، سیلاب، متعدی امراض کی وجہ سے نقل مکانی اور دیہی علاقوں سے شہری علاقوں میں آمد سے شہروں کا توازن بری طرح متاثر ہوتا ہے۔

۳۔ شہر بسانا

نئے شہر بسانے اور بڑھتی ہوئی صنعتوں کے لئے مختلف دھاتیں، لکڑی، ریت، جیسے کچا مال وافر مقدار میں درکار ہیں۔

۴۔ گشتی زراعت:

یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں جنگلات کو صاف کرکے مفید لکڑیوں کو الگ کیا جاتا ہے اور گھاس پھوس کو وہیں سکھا کر جلا دیا جاتا ہے۔ بعد میں اس میں تا چینی جیسے اناج کی زراعت ہوتی ہے۔ زمین کم زرخیز ہونے کی وجہ سے اس میں کئی سال زراعت کے بعد اسے جنگل میں کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ چند سالوں کے بعد پھر زراعت کا کام شروع کیا جاتا ہے۔

۵۔ سیاحوں کی آمد

سیاحی کے مراکز میں سیاحوں کی آمد کی وجہ سے زمینی اور صوتی آلودگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

(جاری)

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	36/-
چمن اسلام اول	30/-
چمن اسلام دوم	36/-
چمن اسلام سوم	40/-
چمن اسلام چہارم	40/-
چمن اسلام پنجم	50/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	232/-

مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق: 150 قیمت: Rs.200/-Net

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

كتاب الآداب

مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلهوب

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

تقدیم: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

صفحات: 665 قیمت: 300/-

جماعتی خبریں

ناظم مدرسہ عبدالرحمن لتحفیظ القرآن الکریم مولانا محمد فاروق شاکر صاحب کو صدمہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق کارکن وناظم مدرسہ عبدالرحمٰن لتحفیظ القرآن الکریم، حوض رانی، مالویہ نگر مولانا محمد فاروق شاکر صاحب کے والد محترم جناب الحاج محمد ابراہیم بن مولانا عبدالرزاق شاکر رہپوا کا بتاریخ ۲۳؍جون بروز اتوار ۲۰۲۴ء کو انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

موصوف صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ نہایت درجہ خلیق، حق گو اور ملنسار تھے۔ دین کے کاموں میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ رب العالمین ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب کرے۔ اہل خانہ، جملہ متعلقین ومتنسبین خصوصاً مولانا فاروق شاکر صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (شریک غم: جملہ اسٹاف، مدرسہ عبدالرحمٰن لتحفیظ القرآن الکریم)

ضلعی جمعیت اہل حدیث بریلی کے ناظم محمد ذہین سلمہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال پُرملال: یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ ضلعی جمعیت اہل حدیث بریلی کے ناظم محمد ذہین سلمہ کی والدہ ماجدہ کا طویل علالت کے بعد بعمر 62/سال ۴؍جولائی ۲۰۲۴ء کو شام پانچ بجے انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ نہایت خلیق وملنسار، مہمان نواز اور پابند صوم وصلاۃ خاتون تھیں اور سرطان کے موذی مرض میں مبتلا تھیں۔ ان کے جنازے کی نماز بعد نماز عشاء جوکن پور، بریلی، اتر پردیش میں ادا کی گئی۔ پسماندگان میں شوہر محمد سلیم صاحب، محمد ذہین سمیت تین صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم ودعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن مولانا نوشاد احمد سلفی صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال پُرملال: یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن اور جمعیت کے شعبہ صحافت سے شائع ہونے والے ہندی ماہنامہ "اصلاح سماج" کے رفیق مولانا نوشاد احمد سلفی صاحب کی والدہ ماجدہ کا مورخہ ۲۴؍جولائی کو صبح سات بجے بعمر 68/سال ہارٹ اٹیک کے سبب انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ نہایت خلیق وملنسار اور پابند صوم وصلاۃ خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کی بہترین تعلیم وتربیت کی۔ ان کے جنازے کی نماز اسی دن بعد نماز عصر وطن مالوف ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر، اتر پردیش قبرستان میں ادا کی گئی اور کھیرا منڈی قبرستان میں تدفین ہوئی۔

پسماندگان میں شوہر عاشق علی صاحب، مولانا نوشاد احمد سلفی سمیت سات صاحب زادے مولانا محمد اسرائیل سلفی صاحب، عبدالعلیم، ریاض احمد، سراج احمد، معراج احمد، افروز احمد سلمہم اللہ اور دو صاحب زادیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، جنت الفردوس کی مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم ودعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ودیگر ذمہ داران وکارکنان)

انتقال پر ملال: یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ معروف عالم دین مولانا جلال الدین فیضی صاحب ناظم اعلیٰ مسجد ومدرسہ رحمانیہ بیگن واڑی گوونڈی ممبئی کی اہلیہ محترمہ طویل علالت کے بعد بتاریخ 23 جولائی 2024ء مطابق 16 محرم الحرام 1446ھ بروز منگل بوقت ڈیڑھ بجے شب بعمر 64 سال اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ بڑی نیک، خوب سیرت، خوش اخلاق، اور ملنسار خاتون تھیں۔ ایک لمبے عرصے سے ذہنی تناؤ کی شکار تھیں، اور وفات سے تین ماہ قبل فالج جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوگئیں تھیں۔ پسماندگان میں شوہر مولانا جلال الدین فیضی صاحب، 8 صاحبزادے، ایک صاحب زادی، 9 پوتے 5 پوتیاں، دو نواسے، تین نواسیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے، نیکیوں کو شرف قبولیت سے نوازے، ان کی بیماری کو ان کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنائے، قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم ودعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

☆☆☆

گاؤں محلّہ میں صباحی ومسائی مکاتب قائم کیجیے
اور مکاتب میں تجوید وتعلیم قرآن کریم کا اہتمام کیجئے!

حضرات! قرآن کریم بنونوع انسان وجنان کے نام اللہ رب العالمین کا آخری پیغام ہے۔ جو نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، جو ہدایت کا سرچشمہ، عبرت وموعظت کا ذریعہ اور دین وشریعت اور توحید ورسالت کا اولین مرجع ومصدر ہے، جس کا حرف حرف علم وعرفان اور حکمت وموعظمت کے موتیوں سے لبریز ہے، جس کی تعلیم وتعلم اور تلاوت باعث ثواب اور جس پر عمل فوز وفلاح اور سعادت دارین کا سبب اور ضمانت ہے اور قوموں کی عزت وذلت اور عروج وزوال اسی سے مربوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اول یوم سے اس کی تلاوت وقرأت اور اس پر عمل کا خصوصی اہتمام کیا، حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کے مکاتب ومدارس قائم کئے اور سوسائٹی میں اس کی تعلیم واتباع کو خصوصیت کے ساتھ رواج دیا۔ نتیجتاً وہ اس اہتمام بالقرآن کی برکت سے ہر میدان میں اوج کمال تک پہنچے۔ لیکن بعد کے ادوار میں یہ روشن روایت دن بدن کمزور پڑتی گئی۔ خود برصغیر میں تعلیم وتفسیر قرآن کریم تو کجا تجوید وقرأت کا عرصہ تک کماحقہ اور مضبوط انتظام نہ ہوسکا اور نہ اس پر خصوصی توجہ مبذول کی گئی۔ حالانکہ تعلیم وتعلم قرآن میں علم تاویل وتفسیر اور غور وفکر کے ساتھ ساتھ تجوید بھی مقصود تھا اور ہمارے نبی کریم محمد ﷺ نے اس کی بڑی تاکید بھی فرمائی تھی۔

مقام شکر ہے کہ چند دہائی قبل مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سمیت مختلف جہات سے تعلیمی بیداری مہم کے نتیجے میں مدارس وجامعات اور مکاتب ومساجد میں تجوید قرآن کریم کا مبارک سلسلہ شروع ہوا تھا جس کے ملکی سطح پر بہترین ثمرات سامنے آئے۔ پورے ملک میں مکاتب بڑے پیمانے پر قائم ہوئے اور بہت سی بستیوں میں مکتب کی تعلیم کے زیر اثر بچوں کی ذہنی طور پر نشو ونما ہونے لگی۔ لیکن روز بروز بدلتے حالات کے پیش نظر عصری تعلیم گاہوں اور کنونٹس اور گاؤں میں مدارس کی وجہ سے مکاتب بہت متاثر ہوئے۔ لہٰذا مکاتب کو بڑے اور عمدہ پیمانے پر پروان چڑھانے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل کو دین کی بنیادی باتوں اور قرآن کریم سے روشناس کرایا جاسکے۔

لہٰذا آپ حضرات سے دردمندانہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے خصوصی توجہ مبذول کریں اور اپنے گاؤں اور محلوں میں صباحی ومسائی مکاتب کے قیام کو یقینی بنائیں، اگر قائم ہیں تو ان کی سرگرمی وفعالیت میں بہتری لائیں، قدیم نظام کا احیاء کریں، ان میں تجوید وتعلیم قرآن کا خصوصی اہتمام کریں تاکہ جماعت وملت کے نونہالوں کو دین واخلاق سے آراستہ کرسکیں اور انھیں دین وعقیدہ پر قائم رکھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک ہوکر دین حنیف، جماعت وجمعیت اور ملک وملت کی مخلصانہ خدمت انجام دینے کی توفیق بخشے، ہر طرح کے فتنے اور آزمائش سے محفوظ رکھے اور عالمی مہلک وبا کورونا وغیرہ سے سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

اپیل کنندگان

اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ودیگر ذمہ داران

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدر پور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292